بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 74 | شمارہ 19

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

ایڈیٹر
منصور احمد

www.akhbarbadr.in

09 ذوالقعدہ 1446 ہجری قمری ● 08 ہجرت 1404 ہجری شمسی ● 08 مئی 2025ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَاَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ ۚۖۛ وَاَحۡسِنُوۡا ۚۛ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ○

(سورۃ البقرۃ:196)

ترجمہ :: اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں (اپنے تئیں) ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور احسان کرو یقیناً اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 02 مئی 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

لوگ روپیہ پیسہ کے حساب میں ایسے غلطاں پیچاں رہتے ہیں کہ کچھ حد نہیں، مگر عمر کا حساب کبھی بھی نہیں کرتے بدبخت ہے وہ انسان جس کو عمر کے حساب کی طرف توجہ نہ ہو

یقیناً یاد رکھو کہ دنیا کوئی چیز نہیں
کون کہہ سکتا ہے کہ ہم سب جو اس وقت یہاں موجود ہیں، سالِ آئندہ میں بھی ضرور ہوں گے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

موت ایک یقینی شے ہے جس سے ہرگز ہرگز کوئی بچ نہیں سکتا۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ روپیہ پیسہ کے حساب میں ایسے غلطاں پیچاں رہتے ہیں کہ کچھ حد نہیں، مگر عمر کا حساب کبھی بھی نہیں کرتے۔ بدبخت ہے وہ انسان جس کو عمر کے حساب کی طرف توجہ نہ ہو۔ سب سے ضروری اور حساب کے لائق جو شے ہے وہ تو عمر ہی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور یہ حسرت لے کر دنیا سے کُوچ کرے۔ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسے بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہوجاتی ہے۔ جہنم کی زندگی بھی یہاں ہی سے شروع ہوجاتی ہے، جب انسان حسرت کے ساتھ مرتا ہے تو بہت بڑے جہنم میں ہوتا ہے، جب دیکھتا ہے کہ اب چلا۔ ہیضہ، طاعون، محرقہ، خفقان یا کسی اور شدید مرض میں مبتلا ہوتا ہے، تو موت سے پہلے ایک موت وارد ہوجاتی ہے، جو دل اور رُوح کو فرسودہ کر دیتی ہے اور وہ بھی حسرت ہوتی ہے۔ بعض امراض ایسے ہیں کہ دو منٹ بھی دَم لینے نہیں دیتے اور جھٹ پٹ کام تمام کر دیتے ہیں۔ جس نے ایک دن بھی مطالعہ کیا کہ مَیں مرنے والا جانور ہوں وہ اس عذاب سے بچنے کی فِکر میں ہوا جو انسان کو حسرت کے رنگ میں کھا جاتا ہے۔

ہمارے عزیزوں میں سے ایک کو قولنج ہوئی۔ آخر پیشاب بند ہو کر سیاہ رنگ کی ایک قے ہوئی اور اس کے ساتھ ہی گردن لٹک گئی۔ اس وقت کہا کہ اب معلوم ہوا کہ دنیا کچھ چیز نہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ دنیا کوئی چیز نہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ہم سب جو اس وقت یہاں موجود ہیں، سالِ آئندہ میں بھی ضرور ہوں گے۔ بہت سے ہمارے دوست جو پچھلے سال موجود تھے، آج نہیں ہیں۔ اُنہیں کیا معلوم تھا کہ اگلے سال ہم نہ ہوں گے۔ اسی طرح اب کون کہہ سکتا ہے کہ ہم ضرور ہوں گے اور کس کو معلوم ہے کہ مرنے والوں کی فہرست میں کس کس کا نام ہے۔ پس بڑا ہی مُورکھ ہے اور نادان ہے وہ شخص جو مرنے سے پہلے خدا سے صُلح نہیں کرتا اور جھوٹی برادری کو نہیں چھوڑتا۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 67 تا 68، ایڈیشن 2018، قادیان)

حقیقی مومن صرف لغو کاموں سے ہی نہیں بچتے بلکہ لغو خیالات سے بھی بچنے کی کوشش کرتے ہیں

پس لغو خیالات اور لغو افکار سے اپنے دل و دماغ کو صاف کر کے انہیں اعلیٰ اور مفید خیالات کی طرف متوجہ رکھنا چاہئے تا کہ قوتِ فکر ترقی کرے اور دماغ جو اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے وہ ماؤف نہ ہو

سورۃ المؤمنون آیت نمبر 4 هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ کی تفسیر میں سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اس ضمن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ مرد زیور نہ پہنیں۔ وہ ریشم استعمال نہ کریں۔ اسی طرح سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ عورتوں کیلئے زیور حرام نہیں۔ مگر اُن کے لئے بھی عام حالات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیورات کو ناپسند فرمایا ہے۔ گو اس وجہ سے کہ وہ مقامِ زینت ہیں زیورات کا استعمال اُن کیلئے جائز ہے مگر اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ زیورات پر اس قدر خرچ کیا جائے کہ ملک کی اقتصادی حالت کو نقصان پہنچ جائے یا انہیں اس قدر زیورات بنوا کر دیئے جائیں کہ اُن میں تفاخر کی رُوح پیدا ہوجائے یا اس کے نتیجہ میں لالچ اور حرص کا مادہ اُن میں بڑھ جائے۔ اُن کیلئے زیورات کی اجازت ہے مگر ایک حد کے اندر۔ لیکن مردوں کیلئے زیورات کا استعمال قطعی طور پر حرام قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح وہ برتن جو سونے چاندی کے ہوں اُن کا استعمال بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ممنوع قرار دیا ہے۔

اس ضمن میں وہ اشیاء بھی آجاتی ہیں جو عام طور پر محض زینت یا تفاخر کیلئے امراء اپنے مکانوں میں رکھتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے بعض لوگ اپنی کوٹھیوں کی زینت کیلئے ایسی ایسی چیزیں خرید لیتے ہیں جن کا کوئی بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ مثلاً بعض لوگ چینی کے پُرانے برتن خرید کر اپنے مکانوں میں رکھ لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے ایک بڑی قیمتی چیز خریدی ہے۔ یورپین لوگوں میں خصوصیت کے ساتھ یہ نقص ہے کہ وہ پانچ پانچ دس دس ہزار روپیہ اس قسم کے برتن خریدنے پر صرف کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ وہ برتن ہیں جو آج سے اتنے ہزار سال پہلے کے ہیں یا پُرانے قالین بڑی قیمت پر خرید کر اپنے مکانوں میں لٹکا لیتے ہیں۔ حالانکہ ویسے ہی قالین پچاس ساٹھ روپیہ میں آسانی سے مل جاتے ہیں لیکن محض اس لئے کہ وہ لوگوں کو یہ بتا سکیں کہ یہ قالین فلاں بادشاہ کا ہے، یا فلاں زمانہ کا ہے وہ

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک عورت کی گواہی پر فیصلہ

(2640) حضرت عقبہ بن حارثؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو اِہاب بن عزیز کی بیٹی سے شادی کی تو ان کے پاس ایک عورت آئی تو اس نے کہا: میں نے عقبہؓ کو اور اسی عورت کو جس سے انہوں نے شادی کی ہے، دودھ پلایا تھا تو عقبہؓ نے اس سے کہا: میں نہیں جانتا کہ تم نے مجھے دودھ پلایا تھا اور نہ تم نے مجھے بتایا۔ پھر عقبہؓ نے ابو اِہاب کے خاندان سے پچھوا بھیجا۔ انہوں نے کہا: ہم نہیں جانتے کہ اس عورت نے ہمارے ساتھی کو دودھ پلایا ہو۔ اس پر وہ سوار ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ پہنچے اور انہوں نے آپؐ سے پوچھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اب کیا ہو جبکہ یہ بات کہی گئی ہے۔ اس پر عقبہؓ نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور ایک اور بیوی سے نکاح کیا۔

(صحیح بخاری، جلد 4، کتاب الشہادات، مطبوعہ 2008 قادیان)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 18 / اپریل 2025 (مکمل متن)
اہم بُنیادی مسائل کے جوابات
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت المہدیؑ (روایات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)
واقفینِ نَو بلجیم کی حضور انور سے آن لائن ملاقات
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب
وصایا
اعلان
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

نماز تراویح کے درمیان چار رکعات پڑھنے کے بعد کچھ دیر وقفہ کرنے کا ذکر تو ملتا ہے لیکن اس وقفہ کے درمیان وعظ و نصیحت کا کوئی ذکر نہیں ملتا

اگر آپ اپنا نام اس حد تک تبدیل کرنا چاہتی ہیں کہ آپ کے نام میں پہلے یا بعد آپ کے والد صاحب کا نام نہ آئے تو اس میں شرعاً کوئی روک نہیں، آپ ایسا کر سکتی ہیں، لیکن جہاں آپ کی ولدیت کا ذکر ہوگا یا کاغذات میں آپ کی ولدیت لکھنے کی بات ہوگی تو وہاں آپ کے والد صاحب کا نام ہی لکھا اور بولا جائے گا کسی اور نام کی طرف آپ کی ولدیت منسوب نہیں ہوگی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جان بوجھ کر اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف منسوب کرے تو اس نے کفر کیا اور جو ایسی قوم میں سے ہونے کا دعویٰ کرے جس میں سے وہ نہیں ہے تو اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنایا

عقیقہ کے گوشت سے ولیمہ کرنے میں میرے خیال میں تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ عقیقہ کا گوشت انسان خود بھی تو کھا سکتا ہے

عقیقہ زندگی کے بدلہ کا صدقہ ہے، جس کا مرنے کے بعد تصور ممکن نہیں، باقی اگر کوئی نیکی کے طور پر یا وفات شدہ کو ثواب پہنچانے کے لیے ایسا عقیقہ طوعی طور پر کرتا ہے اور غریبوں اور ضرورت مندوں کو کھانا کھلاتا یا انہیں اس عقیقہ کا گوشت بھجواتا ہے تو اس کی اس نیکی کے عنداللہ ماجور ہونے سے تو انکار بہرحال نہیں کیا جا سکتا

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کے لینے اور دینے کی سخت ممانعت فرمائی ہے

لوگ اپنی نفسانی خواہشوں اور عارضی خوشیوں کے لیے خدا تعالیٰ کو ناراض کر لیتے ہیں جو ان کی تباہی کا موجب ہے

سؤر کا کھانا تو بحالت اضطرار جائز رکھا ہے مگر سود کے لیے نہیں فرمایا کہ بحالت اضطرار جائز ہے

پس کوئی بھی خرید و فروخت یا مالی لین دین جس میں سود کی ملونی ہو تو وہ بہرحال حرام ہے البتہ دنیا میں Hire Purchase اور Personal Contract Purchase وغیرہ کے نام سے اقساط میں اشیاء کی خرید و فروخت کے کئی طریق رائج ہیں، جن میں یکمشت قیمت کی ادائیگی کے مقابلہ پر اقساط میں کچھ زائد رقم ادا کر کے اشیاء خریدی جاسکتی ہیں، یہ طریق کار سود کے زمرہ میں نہیں آتا

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

بنیادی مسائل کے جوابات (قسط 85)

سوال: صدر صاحب جماعت مصر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ ہمارے ہاں مصر میں نماز تراویح کی چار رکعتیں پڑھنے کے بعد تھوڑا آرام کیا جاتا ہے، جس میں مختصر وعظ و نصیحت کی جاتی ہے۔ کیا ایسا کرنا درست ہے؟ کتاب فقہ المسیح میں آیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں کبھی اعتکاف نہیں کیا، جس پر بعض غیر احمدی اعتراض کرتے ہیں۔ ہم نے اس کی توجیہ کی ہے کہ آپ کی ساری زندگی ہی اعتکاف کی حالت میں تھی کیونکہ آپ کا سارا وقت خدمت دین میں مشغول رہا۔ کیا ہماری یہ توجیہ درست ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 16 اپریل 2023ء میں ان سوالات کے درج ذیل جوابات عطا فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

جواب: رمضان المبارک میں پڑھی جانے والی نماز تراویح تہجد کی نماز ہی کی ایک آسان صورت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کی نماز کے متعلق حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو چار رکعات ادا کرتے اور پھر آرام کرتے، پھر نماز کو اتنا لمبا کرتے کہ مجھے آپ پر رحم آجاتا اور میں کہتی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف منسوب ہونے والی پرانی اور آئندہ کی تمام لغزشیں معاف کر دی ہیں (پھر آپ اتنا مجاہدہ کیوں کرتے ہیں) اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کیا میں اللہ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلاۃ بَابُ مَا رُوِیَ فِی عَدَدِ رَکَعَاتِ الْقِیَامِ فِی شَھْرِ رَمَضَانَ)

لفظ تراویح کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے صحیح بخاری کے شارح حضرت ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ تراویح ”تَرْوِیحَہ“ کی جمع ہے، اور ترویحہ ایک دفعہ آرام کرنے کو کہتے ہیں۔ اور رمضان کی راتوں میں باجماعت پڑھی جانے والی نماز کا نام ”تراویح“ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ جب صحابہ کرامؓ پہلی مرتبہ اس نماز کو ادا کرنے کے لیے جمع ہوئے تو وہ ہر دو سلام (چار رکعتوں) کے بعد ترویحہ یعنی آرام کے لیے وقفہ کرتے تھے۔

(فتح الباری کتاب صلاۃ التراویح)

پس نماز تراویح کے درمیان چار رکعات پڑھنے کے بعد کچھ دیر وقفہ کرنے کا ذکر تو ملتا ہے لیکن اس وقفہ کے درمیان وعظ و نصیحت کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ اس وقفہ کا مقصد یہ ہے کہ ایک تو امام کو قرآن کریم کی لمبی قراءت کے بعد کچھ دیر آرام مل جائے، دوسرا مقتدیوں میں سے اگر کسی کو پانی پینے یا غسل خانہ جانے کی ضرورت ہو تو وہ بھی اس وقفہ سے فائدہ اٹھا لے۔

باقی جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اعتکاف کرنے کی بات ہے تو اس بارے میں آپ کی توجیہ بالکل درست ہے۔ آپ علیہ السلام نے ایک طرف جہاں اسلام کے دفاع میں مخالفین کے چوطرفہ حملوں کا اپنے قلم سے منہ توڑ جواب تحریر فرمایا اور اس قلمی جہاد میں اس جانفشانی سے منہمک ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً خبر دی کہ تیری نمازوں سے تیرے کام افضل ہیں۔ (تذکرہ صفحہ 685، ایڈیشن چہارم 2004ء) تو دوسری طرف آپ نے خاندان نبوت کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کئی مہینوں کے مسلسل روزے رکھے۔ نیز اسلام کی حقانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کے لیے چالیس دنوں کی چلہ کشی فرمائی۔ یہ سب عبادات ایک قسم کا اعتکاف ہی تھا۔

پھر رمضان کے مہینہ میں آپ دن رات کثرت کے ساتھ دعائیں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ احباب جماعت جو آپ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کے لیے بیقرار رہتے تھے ان کے اطمینان کے لیے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آج کل احباب کے پاس کم بیٹھتا ہوں اور زیادہ حصہ اکیلا رہتا ہوں۔ یہ احباب کے حق میں از بس مفید ہے۔ میں تنہائی میں بڑی فراغت سے دعائیں کرتا ہوں اور رات کا بہت سا حصہ بھی دعاؤں میں صرف ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 424، ایڈیشن 2022ء)

اسی طرح پوری یکسوئی کے ساتھ دعائیں کرنے کے لیے آپ نے گھر کے ایک حصہ میں بیت الدعا بھی بنوایا جس میں آپ سارا سال ہی اسلام کی ترقی کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور الحاح اور گریہ وزاری کیا کرتے تھے۔ آپ کے یہ سب کام دراصل زندگی بھر کا اعتکاف ہی تھا۔

سوال: کینیڈا سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اپنے والد صاحب کی طرف سے اپنی والدہ پر ہونے والے ظلم و ستم اور اپنی والدہ کی قربانیوں کا ذکر کر کے لکھا کہ ان وجوہات کی بنا پر میں اپنے نام کے ساتھ اپنے والد کا نام نہ لگانے کی اجازت چاہتی ہوں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ ۱۶/اپریل ۲۰۲۳ء میں اس امر کے بارے میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:

جواب: بچہ کی پیدائش اور اس کی پرورش میں والد اور والدہ دونوں کا برابر کا حصہ ہوتا ہے۔ اسی لیے قرآن کریم نے بچہ کو والد اور والدہ دونوں کی طرف منسوب کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ۔ (البقرۃ: 234) کہ کسی ماں کو اس کے بچہ کے تعلق میں تکلیف نہ دی جائے اور نہ ہی باپ کو اس کے بچہ کی وجہ سے (دکھ دیا جائے)۔

اس آیت میں بچہ کو ماں اور باپ دونوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ لیکن جہاں بچہ کو کسی کے نام کے ساتھ پکارنے کی بات ہے تو اس بارے میں قرآن کریم نے واضح طور پر فرمایا کہ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ (الاحزاب: 6) یعنی ان (لے پالک بچوں) کو ان کے باپوں کا بیٹا کہہ کر پکارو۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ فعل ہے۔

پس بے شک آپ کے والد صاحب نے آپ کی پرورش میں کوئی حصہ نہیں لیا، آپ کے نزدیک انہوں نے آپ کی والدہ پر بہت زیادہ ظلم و ستم ڈھائے ہیں، ان کے

اس فعل کی اگر ان کے پاس کوئی جائز وجہ نہ ہوئی تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے حضور قصور وار ٹھہریں گے، لیکن جہاں تک دنیاوی امور کا تعلق ہے آپ ان کی ہی اولاد کہلائیں گی۔ اس لیے آپ کی دستاویزات میں شرعی لحاظ سے ولدیت کے طور پر آپ کے والد صاحب کا ہی نام درج ہوگا۔

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ضروری نہیں کہ کسی بچہ کے نام کے ساتھ سابقہ یا لاحقہ کے طور پر ماں یا باپ کا نام ضرور لکھا جائے۔ اگر آپ اپنا نام اس حد تک تبدیل کرنا چاہتی ہیں کہ آپ کے نام میں پہلے یا بعد آپ کے والد صاحب کا نام نہ آئے تو اس میں شرعاً کوئی روک نہیں، آپ ایسا کرسکتی ہیں۔ لیکن جہاں آپ کی ولدیت کا ذکر ہوگا یا کاغذات میں آپ کی ولدیت لکھنے کی بات ہوگی تو وہاں آپ کے والد صاحب کا نام ہی لکھا اور بولا جائے گا۔ کسی اور نام کی طرف آپ کی ولدیت منسوب نہیں ہو گی۔ کیونکہ اس بارے میں حضور ﷺ نے بڑا سخت انذار فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت واثلہ بن اسقع ؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جان بوجھ کر اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف منسوب کرے تو اس نے کفر کیا اور جو ایسی قوم میں سے ہونے کا دعویٰ کرے جس میں سے وہ نہیں ہے تو اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنایا۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب بَاب نِسْبَةِ الْيَمَنِ إِلَى إِسْمَاعِيلَ)

سوال: انڈونیشیا سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ اگر ایک شخص اپنی نماز پڑھ رہا ہو اور دوسرا شخص بھی آ جائے تو وہ اس کے کندھے پر تھپکا کر اسے امام بنا کر باجماعت نماز پڑھ سکتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 16 اپریل 2023ء میں اس مسئلہ کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: کندھا تھپکانے کی تو ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اس طرح بلا وجہ ایک نمازی کی نماز میں خلل ڈالنے والی بات ہے۔ ہاں اگر بعد میں آنے والا شخص پہلے والے نمازی کے دائیں طرف کھڑا ہو کر اس کی حرکات وسکنات کی پیروی شروع کر دیتا ہے تو پہلے والا نمازی خود ہی سمجھ جائے گا کہ دوسرے شخص نے اسے اپنا امام بنا لیا ہے اور اس طرح دونوں کی باجماعت نماز ہو جائے گی۔ حدیث میں بھی اس طرح کا ایک واقعہ ملتا ہے جس سے اس طریق کا جواز نکلتا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات انہوں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ ؓ زوج النبی ﷺ کے گھر میں گزاری۔ حضور ﷺ بھی اس رات اسی گھر میں تھے۔ جب رات کا ایک حصہ گزر گیا تو حضور ﷺ نے اٹھ کر وضو فرمایا اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بھی حضور ﷺ کے وضو کرنے کی طرح وضو کیا اور حضور ﷺ کے بائیں طرف حضور کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا۔ لیکن حضور ﷺ نے مجھے پکڑ کر اپنے دائیں طرف کر لیا اور پھر حضور ﷺ نے جس قدر اللہ کو منظور تھا، نماز پڑھی۔ (صحیح بخاری کتاب الوضوء بَاب التَّخْفِيفِ فِي الْوُضُوءِ)

ایسی صورت میں فقہاء نے امام اور مقتدی کی نیت کے بارے میں بحثیں کی ہیں۔ لیکن میرے نزدیک جو نیت پہلے نمازی کی ہوگی۔ اسی کے تابع بعد میں آنے والے شخص کی نماز بھی شمار ہوگی۔ کیونکہ دو مختلف نیتوں کے ساتھ ایک نماز نہیں ہوسکتی۔

سوال: کینیڈا سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ ہم تمام نبیوں کا ذکر کرتے ہوئے ”نبی“ کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور آنحضور ﷺ کے نام کے ساتھ ”رسول“ کا لفظ ذہن میں آتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 16 اپریل 2023ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: آپ کے ذہن میں اگر آتا ہے تو آپ کو خود اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔ ہمیں تو ایسا خیال نہیں آتا کیونکہ ہمارے نزدیک رسول اور نبی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ دونوں القاب ایک ہی وجود کو اس کے دو الگ الگ کاموں کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے عطا ہوتے ہیں۔ نبی اس وجود کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے خبریں پا کر لوگوں تک انہیں پہنچاتا ہے اور رسول کا لفظ اس وجود کے لیے استعمال ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے بھیجتا ہے۔ اور یہ دونوں کام اور منصب ہر نبی اور رسول کو عطا ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت نوح، حضرت ھود، حضرت صالح، حضرت لوط، حضرت شعیب، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام وغیرہ کے لیے بھی قرآن کریم میں رسول کا لقب استعمال ہوا ہے اور حضور ﷺ کے لیے قرآن کریم میں بعض جگہوں پر نبی کا لفظ، بعض جگہوں پر رسول کا لفظ اور بعض جگہوں پر رسول اور نبی دونوں لقب اکٹھے بھی آئے ہیں۔

پھر حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت ادریس، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام وغیرہ کے لیے بھی نبی کا لفظ آیا ہے اور ان انبیاء میں سے بعض کے ساتھ رسول اور نبی دونوں القاب بھی آئے ہیں۔

آنحضور ﷺ کے نام کے ساتھ آپ کے ذہن میں جو رسول کا لفظ آتا ہے شاید اس کی ایک وجہ یہ ہو کہ کلمہ طیبہ میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے الفاظ جسے ہم کثرت سے سنتے اور پڑھتے ہیں، اور قرآن کریم کی آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ میں جسے ہم کثرت سے اپنے علم کلام میں استعمال کرتے ہیں، حضور ﷺ کے نام کے ساتھ رسول کا لفظ آیا ہے۔ ورنہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات کے لیے رسول اور نبی دونوں ہی القاب قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ میں استعمال ہوئے ہیں۔ نیز دیگر انبیاء کے لیے بھی نبی کے ساتھ رسول کا لفظ قرآن وحدیث میں آیا ہے۔

سوال: عقیقہ کے گوشت سے دعوت ولیمہ کرنے، نیز وفات شدہ بچہ کا عقیقہ کرنے کے بارے میں محترم مفتی سلسلہ صاحب نے دو فتاویٰ جاری کرتے ہوئے لکھا کہ انہیں تا حال ان کے بارے میں کوئی حدیث نہیں مل سکی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 19 اپریل 2023ء میں فتاویٰ اور فقہ احمدیہ کے بنیادی ماخذ کے بارے میں اصولی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فقہ کے ماخذ میں تو یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ اگر قرآن سنت اور احادیث سے کوئی مسئلہ نہ ملے تو فقہ حنفی کو دیکھ لیا جائے۔ اس لئے اگر کسی معاملہ میں احادیث میں کوئی راہنمائی نہیں ملتی، اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے لٹریچر سے بھی کوئی معین حوالہ نہیں ملتا تو فقہاء کی آرا کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں، اگر انہوں نے اس بارے میں کوئی اچھی بات لکھی ہو تو اس کے مطابق بھی آپ فتویٰ جاری کر سکتے ہیں۔ البتہ ایسی صورت میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ اسلامی تعلیمات کی حقیقی روح نظر انداز نہ ہونے پائے۔

عقیقہ کے گوشت سے ولیمہ کرنے میں میرے خیال میں تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ عقیقہ کا گوشت انسان خود بھی تو کھا سکتا ہے۔

وفات شدہ بچہ کے لیے عقیقہ کے بارے میں آپ کا فتویٰ تو درست ہے کیونکہ عقیقہ زندگی کے بدلہ کا صدقہ ہے، جس کا مرنے کے بعد تصور ممکن نہیں۔ باقی اگر کوئی نیکی کے طور پر یا وفات شدہ کو ثواب پہنچانے کے لیے ایسا عقیقہ طوعی طور پر کرتا ہے اور غریبوں اور ضرورت مندوں کو کھانا کھلاتا یا انہیں اس عقیقہ کا گوشت بھجواتا ہے تو اس کی اس نیکی کے عنداللہ ماجور ہونے سے تو انکار بہرحال نہیں کیا جاسکتا۔

سوال: جرمنی سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ میں اپنی پہلی گاڑی خریدنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ اور پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا گاڑی سود پر خریدی جاسکتی ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 25 اپریل 2023ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:

جواب: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سود کے لینے اور دینے کی سخت ممانعت فرمائی ہے۔ جیسا کہ فرمایا يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ۔ (البقرہ: 279 تا 280) یعنی اے ایمان دارو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اگر تم مومن ہو تو سود (کے حساب) میں سے جو کچھ باقی ہو اسے چھوڑ دو۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے (برپا ہونے والی) جنگ کا یقین کر لو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سود کی ممانعت کی شدت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: انسان اگر کفایت شعاری سے کام لے تو اس کا کوئی بھی نقصان نہیں ہوتا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ لوگ اپنی نفسانی خواہشوں اور عارضی خوشیوں کے لیے خدا تعالیٰ کو ناراض کر لیتے ہیں جو ان کی تباہی کا موجب ہے۔ دیکھو! سود کا کس قدر سنگین گناہ ہے کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں۔ سؤر کا کھانا تو بحالت اضطرار جائز رکھا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ یعنی جو شخص باغی نہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا۔ تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ غفور رحیم ہے۔ مگر سود کے لیے نہیں فرمایا کہ بحالت اضطرار جائز ہے بلکہ اس کے لیے تو ارشاد ہے يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ اگر سود کے لین دین سے باز نہ آؤ گے۔ تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کا اعلان ہے۔ ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ جو خدا تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اسے حاجت ہی نہیں پڑتی۔ مسلمان اگر اس ابتلاء میں ہیں تو یہ ان کی اپنی ہی بدعملیوں کا نتیجہ ہے۔

(اخبار بدر نمبر 5، جلد 7، مورخہ 6 فروری 1908ء صفحہ 6)

پس کوئی بھی خرید وفروخت یا مالی لین دین جس میں سود کی ملونی ہو تو وہ بہرحال حرام ہے۔ البتہ دنیا میں Personal اور Hire Purchase Contract Purchase وغیرہ کے نام سے اقساط میں اشیاء کی خرید وفروخت کے کئی طریق رائج ہیں، جن میں یکمشت قیمت کی ادائیگی کے مقابلہ پر اقساط میں کچھ زائد رقم ادا کر کے اشیاء خریدی جاسکتی ہیں۔ یہ طریق کار سود کے زمرہ میں نہیں آتا۔ چنانچہ اخبار بدر قادیان میں اسی قسم کے ایک مسئلہ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہونے والا سوال اور اس کا جواب درج ذیل الفاظ میں شائع ہوا: اخبار کی قیمت اگر پیشگی وصول کی جاوے تو اخبار کے چلانے میں سہولت ہوتی ہے۔ جو لوگ پیشگی قیمت نہیں دیتے اور بعد کے وعدے کرتے ہیں ان میں سے بعض تو صرف وعدوں پر ہی ٹال دیتے ہیں اور بعض کی قیمتوں کی وصولی کے لیے بار بار کی خط وکتابت میں اور ان سے قیمتیں لینے کے واسطے یادداشتوں کے رکھنے میں اس قدر دقت ہوتی ہے کہ اس زائد محنت اور نقصان کو کسی حد تک کم کرنے کے واسطے اور نیز اس کا معاوضہ وصول کرنے کے واسطے اخبار بدر کی قیمت مابعد کے نرخ میں ایک روپیہ زائد کیا گیا ہے۔ یعنی مابعد دینے والوں سے قیمت اخبار بجائے تین روپے کے چار روپے وصول کئے جائیں گے۔ اس پر ایک دوست لائل پور نے دریافت کیا ہے کہ کیا یہ صورت سود کی تو نہیں ہے؟ چونکہ یہ مسئلہ شرعی تھا۔ اس واسطے مندرجہ بالا وجوہات کے ساتھ حضرت اقدس ؑ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس کا جواب جو حضرت نے لکھا وہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

السلام علیکم۔ میرے نزدیک اس سے سود کو کچھ تعلق نہیں۔ مالک کا اختیار ہے کہ جو چاہے قیمت طلب کرے خاص کر بعد کی وصولی میں ہرج بھی ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اخبار لینا چاہتا ہے۔ تو وہ پہلے بھی دے سکتا ہے۔ یہ امر خود اس کے اختیار میں ہے۔ والسلام مرزا غلام احمد ؑ

(اخبار بدر قادیان نمبر 7 جلد 6، مورخہ 14 فروری 1907ء صفحہ 4)

پس اگر اس طریق پر اقساط میں آپ گاڑی خریدنا چاہتی ہیں، جس میں آپ کو یکمشت قیمت سے کچھ زائد رقم دینی پڑے تو یہ سود میں شامل نہیں اور یہ جائز ہے۔ سوائے اس کے کہ رقم لینے والے نے اس کا نام سود رکھا ہو۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 30 نومبر 2024ء)

❁❁❁

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

دعا کا مسئلہ ہستی باری تعالیٰ کے مسئلہ کی فرع ہے

درحقیقت اصل سوال تو یہ ہے کہ کیا واقعی اس دنیا کا کوئی خدا ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے اور جو اس سارے کارخانہ عالم کو اپنے دست قدرت سے چلا رہا ہے۔ اگر تو ایسا خدا ہے اور وہ دنیا کو پیدا کر کے اپنے عرش الوہیت سے معزول نہیں ہو گیا اور نہ ہی اس کی طاقتیں معطل ہوئی ہیں تو پھر دعا کا مسئلہ عقل مند کے نزدیک قابل اعتراض نہیں ہو سکتا۔ صرف سوال یہ رہ جاتا ہے کہ آیا کوئی مخصوص دعا عملاً قبولیت کے درجہ کو پہنچی ہے یا نہیں اور آیا اس کا کوئی معین نتیجہ نکلا ہے یا نہیں؟ سو یہ بات مشاہدہ کے میدان سے تعلق رکھتی ہے جس میں استدلالی براہین کا دخل نہیں۔ مجھے اپنے اصل مضمون سے ہٹنا پڑتا ہے ورنہ میں سینکڑوں مثالیں دے کر ثابت کر سکتا ہوں کہ ہمارا خدا ایک نام کا بادشاہ نہیں اور نہ ہی وہ اپنے پیدا کردہ قانون کا غلام ہے کہ اس میں کسی صورت میں بھی کوئی تبدیلی نہ کر سکے۔ بیشک جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے وہ اپنی سنت اور وعدہ کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا مگر دوسری طرف وہ ایک زندہ اور متصرف خدا ہے جو اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا اور ان پر یقینی نتائج مترتب کرتا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ جس طرح وہ اپنے قانون کا غلام نہیں اسی طرح وہ اپنے بندوں کا بھی غلام نہیں اور ضروری نہیں کہ ہر دعا کو منظور کرے بلکہ دعا کی منظوری بعض شرائط کے ساتھ مشروط ہے جنہیں ہم انشاء اللہ آگے چل کر درج کریں گے۔

اس اصولی نوٹ کے بعد ہم مسئلہ دعا کے متعلق اپنے ناظرین کی تنویر کے لئے چند قرآنی آیات اور احادیث پیش کرتے ہیں تا کہ انہیں معلوم ہو سکے کہ اس بارے میں اسلامی تعلیم کا خلاصہ کیا ہے سو جاننا چاہئے کہ دعا ایک عربی لفظ ہے جس کے معنی کسی کو بلانے یا پکارنے کے ہیں اور گو پکارنے اور بلانے میں زیادہ غالب مفہوم سوال کرنے اور مانگنے کا ہوتا ہے مگر اپنے وسیع معنوں کے لحاظ سے دعا ہر رنگ کا پکارنا شامل سمجھا جائے گا خواہ یہ پکارنا سوال یا طلب نصرت کی غرض سے ہو یا کسی اور غرض سے ہو۔ مثلاً اگر کوئی شخص خدا کو محض اپنی محبت اور عبودیت کے جذبات کے اظہار کے لئے مخاطب کرتا ہے تو یہ بھی ایک نوع دعا کی ہے خواہ اس میں کوئی پہلو سوال یا استعانت کا نہ پایا جائے۔ مگر ان وسیع معنوں کے علاوہ دعا کے لفظ کو اصطلاحاً ایک مخصوص اور محدود مفہوم بھی حاصل ہو گیا ہے جو سوال کرنے اور مانگنے اور طلب نصرت سے تعلق رکھتا ہے اور اس جگہ یہی مؤخر الذکر مفہوم ہمارے مدنظر ہے۔

دعا کامیابی کا ایک روحانی ذریعہ ہے

سب سے پہلے اسلام مسئلہ دعا کے متعلق یہ تعلیم دیتا ہے کہ دعا صرف ایک عبادت ہی نہیں ہے بلکہ حقیقی سوال کا رنگ بھی رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ حسب حالات اس سوال کو قبول کرتا اور اس پر نتیجہ مترتب فرماتا ہے۔ اور مسلمانوں کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ وہ کبھی اس روحانی ہتھیار کی طرف سے غافل نہ ہوں بلکہ اسے ہمیشہ اپنے استعمال میں رکھیں۔ دراصل اسلام میں دعا کے متعلق نظریہ یہ ہے کہ جس طرح خدا نے دنیا میں مختلف مقاصد کے حصول کے لئے مختلف ذرائع مقرر فرمائے ہیں اور خدا کا یہ منشا ہے کہ لوگ حسب حالات ان ذرائع اور اسباب کو اختیار کریں اور ان سے فائدہ اٹھائیں اور دنیا میں ساری ترقی کا راز انہی اسباب کے استعمال میں مخفی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ نے ان مادی اسباب کے علاوہ ایک روحانی سبب بھی مقرر فرمایا ہے اور یہ روحانی سبب دعا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ منشا ہے کہ اس کے بندے اپنے کاموں میں ظاہری اور مادی ذرائع کے ساتھ ساتھ دعا یعنی روحانی ذریعہ کو بھی استعمال کریں۔ اور اس منشاء الٰہی میں دوہری غرض مدنظر ہے۔

اوّل: یہ کہ تا محض مادی اسباب میں گھرے رہنے کی وجہ سے لوگوں کی نظر مادیّت کے ماحول میں محصور ہو کر نہ رہ جائے اور وہ ان مادی اسباب کو ہی اپنا آخری سہارا نہ سمجھنے لگیں بلکہ ان اسباب کے ساتھ ساتھ ان اسباب کے پیدا کرنے والے خدا کو بھی یاد رکھیں جس کے سہارے پر یہ سارے مادی اسباب قائم ہیں۔

دوم: یہ کہ تا لوگوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا ہو کہ جس طرح مختلف مقاصد میں کامیابی کے لئے بعض مادی اسباب مقرر ہیں اسی طرح خدا کی ازلی تقدیر نے ایک روحانی سبب بھی مقرر کر رکھا ہے اور یہ روحانی سبب دعا ہے جو ہمارے معاملات میں اسی طرح مؤثر ہے جس طرح کہ مادی اسباب مؤثر ہیں۔ البتہ جس طرح قانون قدرت کے ماتحت ہر مادی سبب کے استعمال کا ایک طریق مقرر ہے اسی طرح روحانی سبب کے استعمال کا بھی ایک طریق مقرر ہے جسے اختیار کرنے کے بغیر وہ مؤثر نہیں ہوتا لیکن جب اس طریق کو اختیار کر لیا جائے تو یہ روحانی سبب مادی اسباب کی نسبت بھی زیادہ مؤثر ہو جاتا ہے کیونکہ گو مادی اور روحانی اسباب ہر دو کی تہ میں خدا ہی کا ہاتھ ہے اور وہی ہر چیز کی علت العلل ہے مگر چونکہ روحانی سبب میں گویا خدا تعالیٰ سے براہ راست اپیل ہوتی ہے اس لئے اگر اس میں صحیح طریق کو اختیار کیا جائے تو وہ لازماً مادی اسباب کی نسبت بہت زیادہ قوی الاثر اور بہت زیادہ سریع الاثر اور بہت زیادہ وسیع الاثر ثابت ہوتا ہے۔

خدا دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے

اس اصولی نوٹ کے بعد ہم مسئلہ دعا کے متعلق بعض قرآنی آیات اور احادیث اس جگہ درج کرتے ہیں تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ اسلام اس بارے میں کیا تعلیم دیتا ہے۔ سو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ قَالَ رَبُّکُمُ ادۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِیۡ سَیَدۡخُلُوۡنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیۡنَ ○

یعنی ’’تمہارا پروردگار تمہیں ہدایت فرماتا ہے کہ (جب بھی تمہیں کوئی ضرورت یا حاجت پیش آیا کرے) تم مجھے پکارا کرو۔ میں تمہاری پکار کو سنوں گا اور قبول کروں گا لیکن وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں (اور ان کی گردنیں مجھے پکارنے کے لئے نیچی نہیں ہو سکتیں) وہ عنقریب ذلیل و رسوا ہو کر آگ کے عذاب میں داخل کئے جائیں گے۔‘‘

پھر فرماتا ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّهُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ ○

یعنی اے رسول! جب میرے بندے میرے متعلق تجھ سے پوچھیں تو تُو انہیں کہہ دے کہ میں (تم سب کے) قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی آواز کو سنتا اور اس کا جواب دیتا ہوں (یعنی اسے قبول کرتا ہوں) مگر میرے بندوں کو بھی چاہئے کہ وہ میری آواز پر کان دھریں اور مجھ پر سچا ایمان لائیں تا کہ وہ (اپنی دعاؤں میں) کامیابی کا منہ دیکھ سکیں۔‘‘

پھر فرماتا ہے:

اُدۡعُوۡا رَبَّکُمۡ تَضَرُّعًا وَّ خُفۡیَةً ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ ○ وَلَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا وَادۡعُوۡهُ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا ؕ اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰهِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ○

یعنی ’’اے لوگو اپنے رب کو ہر حال میں پکارا کرو خواہ تم اضطراب اور گھبراہٹ کی حالت میں آہ و پکار کر رہے ہو یا ضبط اور صبر کی حالت میں خاموش ہو۔ اور جانو کہ خدا حد اعتدال سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور تمہیں چاہئے کہ بعد اس کے کہ خدا نے دنیا میں اس کی اصلاح کا سامان پیدا کر دیا ہے، فساد نہ برپا کرو اور اپنے خدا کو خوف اور طمع ہر حالت میں پکارتے رہو (یعنی خواہ تمہیں کسی مصیبت سے رہائی پانے کی خواہش ہو یا کسی بھلائی کے حاصل کرنے کی تمنا ہو ہر حالت میں دعا کرتے رہو) یقیناً خدا کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہے۔‘‘

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حدیث میں فرماتے ہیں:

اِنَّ رَبَّکُمۡ حَیِیٌّ کَرِیۡمٌ یَسۡتَحۡیِیۡ مِنۡ عَبۡدِهٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیۡهِ اَنۡ یَّرُدَّهُمَا صِفۡرًا

یعنی ’’اے مسلمانو! تمہارا رب شرمیلا اور بخشش کرنے والا آقا ہے۔ وہ اس بات سے شرماتا ہے کہ جب کوئی بندہ اس کے سامنے دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے تو وہ اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹا دے۔‘‘ اللہ اللہ کیا شان دلربائی ہے۔

کافروں کی دعائیں

مگر اس کے مقابل پر کافروں کی دعاؤں کے متعلق فرماتا ہے:

وَمَا دُعَآءُ الۡکٰفِرِیۡنَ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ ○

یعنی ’’بے شک خدا اپنے بندوں کی دعائیں سنتا ہے مگر اس سے یہ نہ سمجھو کہ ہر شخص کی ہر دعا ضرور قبول ہوتی ہے بلکہ خدا کا یہ قانون ہے کہ ناشکر گزار لوگوں کی دعائیں یا کافروں کی دعائیں جو وہ نیک لوگوں کے خلاف مانگتے ہیں قبول نہیں ہوتیں بلکہ یونہی ادھر ادھر بھٹک کر ضائع ہو جاتی ہیں۔‘‘

خدا اپنے وعدے اور سنت کے خلاف دعا قبول نہیں کرتا

اور ایک اَور جگہ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ○ وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِیۡلًا ○

یعنی ’’اللہ تعالیٰ کسی صورت میں اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا...... اور تم خدا کی سنت میں کبھی کسی قسم کی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔‘‘

پھر حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الۡعِبَادَةِ

یعنی ’’دعا کو عبادت میں وہ درجہ حاصل ہے جو ایک ہڈی میں گودے کو حاصل ہوتا ہے جو گویا ہڈی کی جان ہوتا ہے۔‘‘ پس جس عبادت میں دعا کا عنصر شامل نہیں وہ ایک بے جان جسم سے بڑھ کر نہیں۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 730 تا 734، مطبوعہ قادیان 2006)

❀❀❀

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جس نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کیا
اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا سوائے اسکے کہ وہ ایسا گناہ کرے جو نا قابل معافی ہو

(جامع ترمذی، کتاب البر والصلہ، باب فی رحمۃ الیتیم، حدیث 1840)

طالب دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

منافقوں پر سب سے گراں نماز عشاء اور فجر ہے
کاش کہ وہ جانتے جو ثواب عشاء اور فجر کی نماز میں ہے

(صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب ذکر العشاء)

طالب دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 375)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

خطبہ جمعہ

اگر ہم دعا کا حق ادا کرتے ہوئے دعاؤں کی طرف توجہ دیں گے تو پھر ہی کامیابی ہے...... ہمارا ہتھیار تو صرف دعائیں ہیں

حضرت اسامہ بن زیدؓ روایت کرتے ہیں کہ لا الٰہ الاّ اللہ کہنے کے باوجود ایک محارب کو قتل کر دینے کا واقعہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا: أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتّٰى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا ؟ تم نے کیوں نہ اس کا دل چیرا تا کہ تم جان لیتے کہ اس نے یہ دل سے کہا تھا یا نہیں؟ آپؐ میرے سامنے یہ بات دہراتے رہے یہاں تک کہ مَیں نے یہ خواہش کی کاش میں نے اس دن ہی اسلام قبول کیا ہوتا

آجکل کے مولوی یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے احمدیوں کے دل چیر کے دیکھ لیے ہیں اس لیے احمدیوں کو شہید کرنا اور ان پہ ظلم کرنا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کے بھی سامان کرے

آجکل کے یہ مولوی اور اُن کے چیلے جو پاکستان میں ہیں جنت میں جانے کی باتیں کرتے ہیں کہ احمدیوں کو قتل کر دو تو جنت میں جاؤ گے لیکن انہیں پتہ نہیں کہ ان کے یہ عمل انہیں اللہ تعالیٰ کی سزا کا مورد بنا رہے ہیں۔ کبھی نہ کبھی تو ان پہ اللہ کی پکڑ آئے گی

سنہ سات اور آٹھ ہجری کے بعض غزوات اور سرایا کے تناظر میں نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کا پُر تاثیر بیان

پاکستان میں احمدیوں کے خلاف حالیہ مخالفانہ لہر کے پیشِ نظر دعاؤں کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18 ؍اپریل 2025ء بمطابق 18 ؍شہادت 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالے سے آج بعض اَور سرایا اور غزوات کا ذکر کروں گا۔ تاریخ میں ایک سریہ حضرت عمر بن خطابؓ بطرف تُرَبَہ کا ذکر بھی ملتا ہے۔ یہ سریہ شعبان 7 ہجری میں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطابؓ کو ہوازن قبیلہ کی طرف تُرَبَہ مقام کی طرف بھیجا۔ تُرَبَہ مدینہ سے تقریباً 333 میل کے فاصلے پر صَنعاء اور نجران کی شاہراہ پر واقع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو تیس افراد کے ساتھ یہاں بھیجا۔ اس سریہ کو بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہلِ تُرَبَہ کی طرف سے اسلام کے خلاف سازشوں کی اطلاع موصول ہوئی تھی۔

(ماخوذ از الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 2 صفحہ 89، 90 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (غزوات و سرایا صفحہ 391 فریدیہ پبلشرز ساہیوال)

حضرت عمرؓ روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ بنو ہِلَال کا ایک شخص گائیڈ تھا۔ صحابہؓ رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپ جاتے۔ اہلِ تُرَبَہ کو خبر پہنچی تو وہ وہاں سے بھاگ گئے۔ حضرت عمرؓ ان کے علاقے میں پہنچے لیکن وہاں کوئی نہیں تھا بلکہ ان کو بلندیوں پر چڑھا ہوا پایا۔ وہ پہاڑوں پہ چلے گئے تھے اور اپنا سارا مال مویشی بھی وہ لوگ اپنے ساتھ (پہاڑوں پر) لے گئے۔ تو حضرت عمرؓ مدینہ کی طرف واپس چل پڑے۔ جب ذُوالْجَدْر مقام پر پہنچے جو قُبَاء کے نواح میں مدینہ سے چھ سات میل کے فاصلے پر ایک چراگاہ ہے تو بنو ہِلال کے اس شخص نے حضرت عمر سے کہا۔ کیا تم ایک اور گروہ پر حملہ کرو گے جو بنو خَثْعَم میں سے ہے۔ وہ سارے اپنے علاقے میں قحط سالی کی وجہ سے یہاں آ گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ حکم نہیں دیا۔ آپؐ نے مجھے صرف یہ حکم دیا کہ میں تُرَبَہ کے مقام پر ہَوازِن سے جہاد کروں۔ پھر حضرت عمرؓ مدینہ واپس آ گئے۔

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 3 صفحہ 304، 305 دار الکتب العلمیۃ 1996ء) (ماخوذ از فرہنگ سیرت صفحہ 85 زوار اکیڈمی)

کیونکہ یہی لوگ تھے جو شرارت کرنے والے تھے۔ یہاں سے یہ الزام بھی جو لگایا جاتا ہے کہ مسلمان بلا جواز حملہ کرتے تھے۔ یہ بھی غلط ثابت ہوتا ہے۔

پھر ایک سریہ حضرت بشیر بن سعدؓ فَدَكْ میں بَنُو مُرّہ کی طرف ہے۔ یہ سریہ شعبان 7 ہجری میں حضرت بشیر بن سعدؓ کی قیادت میں ہوا۔ حضرت بشیر کی کنیت ابونعمان تھی۔ سعد بن ثعلبہ ان کے والد تھے۔ قبیلہ خزرج سے ان کا تعلق تھا۔ حضرت بشیر بن سعدؓ زمانہ جاہلیت میں لکھنا جانتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب عرب میں بہت کم لوگ لکھنا جانتے تھے۔ انہوں نے بیعت عقبہ ثانیہ میں کی جس میں ستر انصار شامل ہوئے تھے۔ آپؓ غزوۂ بدر، احد اور خندق اور باقی کے تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے تھے۔ حضرت بشیر بن سعدؓ انصار کے پہلے شخص تھے جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر سَقِیْفَہ بنو ساعدہ کے دن بیعت کی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانۂ خلافت میں بارہ ہجری میں حضرت بشیرؓ حضرت خالد بن ولیدؓ کے معرکہ عَیْنُ التَّمْرِ میں شریک ہوئے اور آپؓ کو شہادت نصیب ہوئی۔

(شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 305-306 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (الاستیعاب جلد 1 صفحہ 252-253 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

عَیْنُ التَّمْرِ کا تعارف یہ ہے کہ یہ کوفہ کے قریب ایک جگہ ہے۔ مسلمانوں نے بارہ ہجری میں حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں اس علاقے کو فتح کیا۔ (معجم البلدان جلد 4 صفحہ 199)

بہرحال اس سریہ کے بارے میں جو میں پہلے بیان کر رہا تھا اس کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بشیر بن سعد کو تیس صحابہؓ کے ساتھ فدک میں بنو مُرَّۃ کی طرف بھیجا۔ فدک مدینہ سے چھ رات کی مسافت پر خیبر کے قریب واقع ہے۔ یہ واضح ہو جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مہمات یا جنگ کے لیے اس وقت بھیجتے تھے جب یہ خبر ہوتی تھی کہ لوگ اسلام کے خلاف سازش کر رہے ہیں۔ بہرحال صحابہؓ روانہ ہوئے اور بکریاں چرانے والوں سے ملے تو ان سے بنو مرۃ کے متعلق پوچھا۔ چرواہوں نے انہیں بتایا کہ بنو مرۃ اپنی وادی میں ہیں اور چشمہ پر نہیں آئے۔ صحابہؓ نے ان کی بھیڑ بکریاں ہانکیں اور مدینہ کی طرف واپس روانہ ہو گئے۔ بنو مرۃ کا منادی پکار اٹھا۔ اس نے اعلان کیا اور اس واقعہ کی خبر دی کہ اس طرح مسلمان ہمارا یہ سامان لے گئے ہیں۔ اس پر بنو مرۃ کے لوگ واپس آئے تو رات کے وقت مسلمانوں کو بنو مرۃ کے ایک بڑے لشکر کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے مسلمانوں پہ بہت بڑا لشکر لے کر حملہ کیا۔ ساری رات صحابہؓ تیر اندازی کرتے رہے یہاں تک کہ صحابہؓ کے تیر ختم ہو گئے۔ جب مسلمانوں نے صبح کی تو بنو مُرَّۃ نے مسلمانوں پر دوبارہ حملہ کر دیا اور حضرت بشیرؓ کے ساتھیوں کو شہید کر دیا۔ حضرت بشیر ان لوگوں سے شدید جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ وہ زخمی ہو کر گر پڑے ان کے ٹخنے پر چوٹ لگی اور سمجھا گیا کہ بشیر فوت ہو گئے ہیں۔ پھر بنو مرۃ اپنی بکریاں اور بھیڑیں لے کر واپس چلے گئے۔ جو سامان مسلمانوں نے لیا تھا ان سب کو شہید کر کے یہ لوگ اپنا سامان واپس لے گئے۔ رات تک حضرت بشیر ان شہداء میں پڑے رہے۔ انہوں نے ہمت کر کے خود کو اٹھایا اور فدک چلے گئے اور چند دن وہاں یہود کے ہاں ٹھہرے یہاں تک کہ جب زخم بہتر ہو گئے تو مدینہ واپس آ گئے۔

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 3 صفحہ 305، 306 دار الکتب العلمیۃ 1996ء) (فرہنگ سیرت صفحہ 225 زوار اکیڈمی)

(دائرہ معارف جلد 8 صفحہ 474 بزم اقبال لاہور)

پھر ایک سریہ حضرت غالب بن عبداللہ لَیْثِی بطرف مَیْفَعَہ کا ذکر ہے۔ یہ سریہ رمضان سات ہجری میں ہوا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 133 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت غالب بن عبداللہ لَیْثِی اہلِ حجاز میں سے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر موجود تھے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ سے پہلے جاسوس کے طور پر آگے بھیجا تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں یہ خراسان

کے والی تھے۔ ایک روایت کے مطابق جنگِ قادسیہ میں بھی شامل ہوئے تھے۔

(اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 321 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (الاصابہ فی تمیز الصحابہؓ جلد 5 صفحہ 243 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ابن سعد نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت غالبؓ کو بنوعُوَال اور بنُوعبدِ بنِ ثعلبہ کی طرف بھیجا جو مَیْفَعَہ میں تھے۔ یہ جگہ نجد کی طرف مدینہ سے چھیانوے میل کے فاصلے پر تھی۔ بنوعُوَال اور بنو عبد نے مسلمانوں کے خلاف منفی پروپیگنڈا کرتے ہوئے لوگوں کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا تھا تا کہ احزابِ عرب جیسی کوئی مزید کارروائی کی جاسکے۔ مسلمانوں پہ حملہ ہو۔ ابن ہشام نے حضرت غالب بن عبداللہ لیثی کے اس سریہ کو بنومرۃ کی طرف بیان کیا جو حُرُقَہ کے حلیف تھے۔ امام بخاری نے اس سریہ کے حوالے سے باب کا عنوان یہ بنایا ہے کہ باب بَعْثُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَلَى الْحُرُقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت اسامہ بن زیدؓ کو جُہَینہ کے حُرُقات کے قبیلہ کی طرف بھیجنا۔ اس سے یہ لگتا ہے کہ اس سریہ کے امیر حضرت اسامہ بن زید تھے لیکن شارح بخاری علامہ ابن حجر نے بخاری کی شرح میں لکھا ہے کہ حضرت اسامہ بن زید کے ان الفاظ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ حُرقہ کی طرف ہمیں بھیجا۔ یہ دلیل نہیں ملتی کہ وہ سریہ میں لشکر کے امیر تھے اور اسامہ بن زید کو ان کے والد زید کے غزوہ موتہ میں شہید ہونے سے پہلے امیر لشکر بنایا جانا ثابت نہیں ہوتا۔ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس وقت وہ امیر بنائے گئے تھے۔ اس وجہ سے اہلِ مغازی کی بات زیادہ راجح ہے۔ زیادہ فائق اور قابل قبول ہے کہ اس سریہ کے امیر حضرت غالب بن عبداللہ لیثی تھے۔

بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت غالب کو ایک سو تیس صحابہؓ کے ساتھ بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت یسار ان کے گائیڈ تھے۔ مسلمانوں نے ایک ساتھ ان پر حملہ کر دیا اور ان کی آبادیوں کے درمیان تک جا پہنچے۔ ان میں سے جو مقابلے پر آیا اس کو قتل کر دیا اور مال غنیمت بھیڑ بکریاں مدینہ لے آئے اور کسی کو قیدی نہ بنایا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 91 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (فرہنگ سیرت صفحہ 56 زوار اکیڈمی) (غزوات وسرایا صفحہ 396 فریدیہ پبلشرز ساہیوال) (السیرۃ النبویہ لابن ہشام صفحہ 879 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (ماخوذ از فتح الباری جلد 7 صفحہ 659 آرام باغ کراچی)

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب بَعْثُ النَّبِیِّ ﷺ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ إِلَى الْحُرُقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ)

ابن سعد نے لکھا ہے کہ یہ وہی سریہ ہے جس میں حضرت اسامہ بن زیدؓ نے مِرْدَاس بن نُهَيْك کو قتل کیا جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا تھا۔

(ماخوذ از سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 133، 140 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (الطبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 91 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

بخاری میں اس واقعہ کی تفصیل یوں ملتی ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ حرقہ کی طرف ہمیں بھیجا۔ ہم نے صبح ان لوگوں میں کی اور ہم نے انہیں شکست دے دی اور مَیں نے اور انصار میں سے ایک شخص نے ان میں سے ایک شخص کا تعاقب کیا۔ جب ہم نے اس پر قابو پالیا تو اس نے کہا لا الٰہ الا اللہ تو انصاری رک گیا مگر میں نے اپنا نیزہ اس کو مارا یہاں تک کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر جب ہم آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا اے اسامہ! کیا تُم نے اسے مار ڈالا بعد اس کے کہ اس نے کہا لا الٰہ الا اللہ! مَیں نے کہا وہ اپنا بچاؤ کر رہا تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل اسے دہراتے رہے۔ اتنی دفعہ دہرایا کہ تُو نے مار دیا اس کو۔ یہاں تک کہ مَیں نے یہ آرزو کی کہ میں اس دن سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

(الصحیح البخاری کتاب المغازی باب بعث النبیؐ اسامہ...... حدیث 4269)

مسلم نے اس روایت کو یوں درج کیا ہے کہ أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتّٰى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا؟ تم نے کیوں نہ اس کا دل چیرا تا کہ تم جان لیتے کہ اس نے یہ دل سے کہا تھا یا نہیں؟ آپؐ میرے سامنے یہ بات دہراتے رہے اور یہاں تک کہ مَیں نے یہ خواہش کی کاش میں نے اس دن ہی اسلام قبول کیا ہوتا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان مترجم جلد 1 صفحہ 88)

لیکن آجکل کے مولوی یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے احمدیوں کے دل چیر کے دیکھ لیے ہیں اس لیے احمدیوں کو شہید کرنا اور ان پہ ظلم کرنا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کے بھی سامان کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مِرداس کے اہل خانہ کو اس کی دیت دینے کا حکم دیا اور اس کا مال انہیں واپس کر دیا۔ (ماخوذ از سبل الھدیٰ جلد 6 صفحہ 193 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا تھا گو یہ پہلے جنگ کر رہا تھا لیکن آپؐ نے فرمایا کیونکہ اس نے لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا اس لیے اس کے گھر والوں کو اس کی دیت دو اور اس کا مال جو تم نے لُوٹا ہے وہ بھی واپس کرو۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ”آپ ہمیشہ حکم دیتے تھے کہ شریعت کا نفاذ ظاہر پر ہونا چاہیے“ یعنی شریعت جو نافذ ہونی ہے وہ ظاہری حالت پہ ہو، دلوں کا حال ہم نہیں جانتے۔ ”ایک دفعہ ایک جنگ پر کچھ صحابہؓ گئے ہوئے تھے۔ راستہ میں ایک مشرک انہیں ایسا ملا جو ادھر ادھر جنگل میں چھپا پھرتا تھا اور جب کبھی اسے کوئی اکیلا مسلمان مل جاتا تو اس پر حملہ کر کے وہ اسے مار ڈالتا۔ اسامہ بن زیدؓ نے اس کا تعاقب کیا اور ایک موقع پر جا کر اسے پکڑ لیا اور اسے مارنے کے لیے تلوار اٹھائی۔ جب اس نے دیکھا کہ اب میں قابو آ گیا ہوں تو اس نے کہا لا الٰہ الا اللہ۔ جس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں مگر اسامہؓ نے اس کے اس قول کی پرواہ نہ کی اور اسے مار ڈالا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لڑائی کی خبر دینے کے لیے ایک شخص مدینہ پہنچا تو اس نے لڑائی کے سب احوال بیان کرتے کرتے یہ واقعہ بھی بیان کیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہؓ کو بلوایا اور ان سے پوچھا کہ کیا تم نے اس آدمی کو مار دیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن کیا کرو گے جب لا الٰہ الا اللہ تمہارے خلاف گواہی دے گا؟“ جیسا کہ میں نے پہلے کہا آجکل کے یہ مولوی اور اُن کے چیلے جو پاکستان میں ہیں جنت میں جانے کی باتیں کرتے ہیں کہ احمدیوں کو قتل کر دو تو جنت میں جاؤ گے لیکن انہیں پتہ نہیں کہ ان کے یہ عمل انہیں اللہ تعالیٰ کی سزا کا مورد بنا رہے ہیں۔ کبھی نہ کبھی تو ان پہ اللہ کی پکڑ آئے گی۔

بہرحال حضرت مصلح موعودؓ اس کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ سوال کیا جائے گا کہ جب اس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہا تھا تو پھر تم نے کیوں مارا؟ گو وہ قاتل تھا مگر توبہ کر چکا تھا۔ حضرت اسامہؓ نے کئی دفعہ جواب میں کہا یا رسول اللہ! وہ تو ڈر کے مارے ایمان ظاہر کر رہا تھا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے؟ اور پھر بار بار یہی کہتے چلے گئے کہ تم قیامت کے دن کیا جواب دو گے جب اس کا لا الٰہ الا اللہ تمہارے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اسامہؓ کہتے ہیں اس وقت میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کاش! میں آج ہی اسلام لایا ہوتا اور یہ حرکت مجھ سے سرزد نہ ہوئی ہوتی۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد 20 صفحہ 415-416)

پھر ایک سریہ حضرت بشیر بن سعدؓ ہے جو یُمْن اور جَبَار کی طرف ہے۔ یہ سریہ شوال 7 ؍ہجری میں ہوا۔ یُمْن اور جبار فَدَكْ اور وادی القُریٰ کے درمیان خیبر کے قریب بنوغَطَفَان کا علاقہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ غَطَفَان کا ایک گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جمع ہو رہا ہے اور عُيَيْنَه بن حِصْن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ان کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواھب جلد 3 صفحہ 310 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 402-403 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کا ذکر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے کیا تو انہوں نے حضرت بشیر بن سعدؓ کو بھیجنے کا مشورہ دیا۔ (امتاع الاسماع جلد 1 صفحہ 330 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بشیر بن سعدؓ کو بلایا اور ان کے لیے پرچم تیار کروایا اور ان کے ساتھ تین سو صحابہؓ کو روانہ فرمایا۔ یہ صحابہؓ رات بھر چلتے اور دن بھر پوشیدہ رہتے اور بالآخر جَبَار مقام پر پہنچ گئے۔ وہاں چرواہے اپنے جانور چرا رہے تھے۔ وہ مسلمانوں کو دیکھ کر وہاں سے بھاگ نکلے اور غطفانیوں کو جا کر خبر دی۔ وہ لوگ یہ خبر سن کر اپنے مال مویشی چھوڑ کر اپنی بستی کے بالائی حصوں کی طرف فرار ہو گئے۔ سب چھوڑ کے چلے گئے۔ ان میں سے صرف دو آدمی ہاتھ لگے جنہیں گرفتار کر لیا گیا۔ صحابہؓ نے بھیڑ بکریاں اور اونٹ اپنے قبضے میں لے لیے اور قیدیوں سمیت واپس مدینہ آ گئے۔ یہاں وہ دونوں قیدی مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو اپنے علاقے میں واپس جانے دیا۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 264 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 8 صفحہ 514 دارالسلام)

عُمْرَةُ الْقَضَاء کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عمرہ جو ذوالقعدہ 7 ہجری میں کیا تھا جو فروری 629ء کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالقعدہ 7 ہجری میں عمرۃ القضاء کے لیے روانہ ہوئے۔ یہ وہی مہینہ تھا جس میں پچھلے سال مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرہ نہ کرنے دیا تھا اور مقام حدیبیہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے تھے۔ چنانچہ اب اس عمرے کی قضاء کے لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔

شارح بخاری علامہ ابن حجر نے اس کے کئی نام بیان کیے ہیں۔ غزوۃُ القَضَاء، عُمرۃ القَضِيَّه، عمرۂ صلح اور عُمرۃُ القِصَاص اور اس عمرہ کو غَزْوَۃُ الاَمْن بھی کہا جاتا ہے۔ اس کو عمرۃ القِصاص اس لیے کہتے ہیں کیونکہ مشرکین مکہ نے 6 ہجری میں حرمت والے مہینے ذوالقعدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرہ ادا کرنے سے روک دیا تھا تو آپ پہلے عمرے کے قصاص میں تشریف لے گئے تھے اور ذوالقعدہ سات ہجری کو مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ (البقرہ: 195) کہ عزت والا مہینہ عزت والے مہینہ کا بدلہ ہے اور تمام حرمت والی چیزوں کی ہتک کا بدلہ لیا جائے گا۔

ابن ہشام نے بیان کیا ہے کہ مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عُوَیف بن اَضْبَط دِيْلِی کو نائب مقرر کیا اور ابن سعد کے مطابق آپؐ نے حضرت ابورُھم غِفَارِی کو نائب مقرر کیا۔

عمرہ کے لیے روانگی کی تفصیل اس طرح بیان ہوئی ہے کہ اس عمرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو ہزار صحابہؓ تھے۔ روانگی کے وقت آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ حدیبیہ کے موقع پر موجود تھے ان میں سے ہر شخص شامل ہو۔ حدیبیہ کے موقع پر موجود تمام صحابہؓ اس عمرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سوائے ان کے جو غزوۂ خیبر کے موقع پر شہید ہو گئے تھے یا وفات پا گئے تھے۔ ان کے علاوہ آپؐ کے ساتھ کئی ایسے صحابہؓ بھی شامل تھے جو حدیبیہ کے وقت موجود نہ تھے۔ آپؐ کے ساتھ قربانی کے ساٹھ اونٹ تھے۔ آپؐ نے ان سب جانوروں کے گلوں میں ہار ڈالے اور جانوروں کی نگرانی پر حضرت ناجیہ بن جُندُبؓ کو متعین فرمایا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ پہنچے جو مدینہ سے تقریباً چھ سات میل کے فاصلے پر ایک بستی ہے تو سو گھڑسواروں کو احتیاطی تدبیر کے طور پر اپنے آگے روانہ کیا۔ ان پر حضرت محمد بن مسلمہؓ کو امیر بنایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر میں خَود، ہتھیار، زرہیں اور نیزے بھی ساتھ لیے۔ آپؐ نے ہتھیار بھی آگے بھیج دیے اور ان پر حضرت بشیر بن سعدؓ کو نگران مقرر فرمایا۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ 717 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (طبقات الکبریٰ ابن سعد جلد 2 صفحہ 92، جلد 3 صفحہ 403 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 838) (فتح الباری جلد 7 صفحہ 636 آرام باغ کراچی) (السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 90 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (فرہنگ سیرت صفحہ 105 زوار اکیڈمی)

یہ سوال اٹھتا ہے کہ عمرے پر جانے کے لیے ہتھیاروں کی کیا ضرورت تھی جبکہ معاہدہ ہو چکا تھا؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ آپؐ نے ہتھیار ساتھ لے لیے ہیں حالانکہ قریش نے میانوں میں موجود تلواروں کے علاوہ ہتھیاروں سے منع کیا ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ہتھیار لے کر حرم میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ کسی حملہ کی صورت میں وہ ہمارے قریب ایک جگہ پر ہوں گے۔ وہاں مکہ میں لے کے نہیں جا رہے۔ ہم باہر رکھیں گے کیونکہ ان کا اعتبار کوئی نہیں کسی وقت بھی حملہ کر سکتے ہیں۔ محمد بن مسلمہ گھڑ سواروں کے ساتھ مَرُّ الظَّهْرَان پہنچے تو وہاں قریش کے کچھ لوگ ان سے ملے جن کو انہوں نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل ان شاء اللہ اس مقام پر ہوں گے۔ وہ لوگ قریش کے پاس آئے اور انہیں اس کے متعلق بتایا تو وہ لوگ ڈر گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَرُّ الظَّهْرَان پہنچے تو تمام ہتھیار یَأْجَج مقام پر بھیج دیے جو مکہ سے آٹھ میل دور ہے۔ جب کفار مکہ کو خبر ملی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہتھیاروں اور سامان جنگ کے ساتھ مکہ آ رہے ہیں تو وہ بہت گھبرائے اور انہوں نے چند آدمیوں کو صورتحال کی تحقیقات کے لیے مَرُّ الظَّهْرَان تک بھیجا۔

مِکْرَز بن حَفْص جو نمائندہ بن کے گیا، کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو کبھی عہد شکنی کرتے نہیں دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم صلح نامے کی شرط کے مطابق بغیر ہتھیار کے مکہ میں داخل ہوں گے یہ سن کر کفار مطمئن ہو گئے اس پر مکرز نے کہا کہ یہی وجہ ہے کہ ہم آپ کو نیکی اور وفا کی خوبیوں کا مجموعہ سمجھتے ہیں۔ کافر ہے اور وہ بھی یہ کہہ رہا ہے کہ ہم آپ کو نیکی اور وفا کی خوبیوں کا مجموعہ سمجھتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بشیر بن سعدؓ کی ماتحتی میں چند صحابہؓ کو ان ہتھیاروں کی حفاظت کے لیے متعین فرما دیا اور معاہدہ کی شرائط کے مطابق سوائے تلوار کے کوئی ہتھیار نہ تھا۔ آپؐ صحابہ کرامؓ کے مجمع کے ساتھ تلبیہ کرتے ہوئے حرم کی طرف بڑھے۔ قربانی کے جانوروں کو ذی طُوٰی کی طرف بھیج دیا جو مسجد حرام سے نصف میل کے فاصلے پر مکہ کی ایک وادی ہے۔ آپؐ اپنی اونٹنی قَصوَاء پر سوار تھے۔ آپ حَجُون کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے۔ حَجُون وادی مُحَصَّب کی طرف ایک پہاڑ ہے جو بیت اللہ سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد 3 صفحہ 90-91 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (فرہنگ سیرت صفحہ 100، 180 زوار اکیڈمی) (دائرہ معارف سیرت جلد 8 صفحہ 485 تا 487 بزم اقبال لاہور) (معجم البلدان صفحہ 357 الفیصل ناشران اردو بازار لاہور)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ آپؐ کے آگے چل رہے تھے اور وہ کہہ رہے تھے اے کفار کی اولاد! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ چھوڑ دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر آج ہم تمہیں ایسی مار ماریں گے جو کھوپڑی کو اس کی جگہ سے ہٹا دے گی اور دوست کو دوست سے غافل کر دے گی۔ حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کہ اے ابن رَوَاحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور اللہ کے حرم میں یہ شعر پڑھتے ہو؟ یہ تو غلط بات کر رہے ہو تم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! اسے چھوڑ دو۔ یہ ان میں تیروں سے زیادہ اثر کرنے والے ہیں۔ (ترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی انشاد الشعر حدیث: 2847) یہ ایک روایت ہے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو اشعار پڑھنے سے روکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اے عمر! جو کچھ یہ کہہ رہا ہے مَیں سن رہا ہوں۔ اس پر حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ سے فرمایا۔ تم یہ جو پڑھ رہے ہو یہ تو اشتعال دلانے والی باتیں ہیں۔ یہ نہ کہو۔ تم یہ کہو کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَأَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور اپنے لشکر کو عزت بخشی اور اکیلے تمام گروہوں کو شکست دی۔ (شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 320 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

اس واقعہ کو حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اپنے الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ ”جب آپ مرالظہران تک پہنچے جو مکہ سے ایک پڑاؤ پر ہے تو معاہدہ کے مطابق آپ نے تمام بھاری ہتھیار اور زِرہیں وہاں جمع کر دیں اور خود اپنے صحابہؓ سمیت معاہدہ کے مطابق صرف نیام بند تلواروں کے ساتھ حرم میں داخل ہوئے۔ سات سالہ جلاوطنی کے بعد مہاجرین کا مکہ میں داخل ہونا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ ان کے دل ایک طرف تو ان لمبے مظالم کو یاد کر کے خون بہا رہے تھے جو مکہ میں ان پر کیے جاتے تھے اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کے اس فضل کو دیکھ کر کہ پھر خدا تعالیٰ نے انہیں کعبہ کے طواف کا موقع نصیب کیا ہے وہ خوش بھی ہو رہے تھے۔ مکہ کے لوگ مکہ سے نکل کر پہاڑ کی چوٹیوں پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کو دیکھ رہے تھے۔ مسلمانوں کا دل چاہتا تھا کہ آج وہ ان پر ظاہر کر دیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں پھر مکہ میں داخل ہونے کی توفیق بخشی ہے یا نہیں۔ چنانچہ عبداللہ بن رواحہؓ نے اس موقع پر جنگی گیت گانے شروع کیے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روک دیا اور فرمایا۔ ایسے شعر نہ پڑھو بلکہ یوں کہو کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کی مدد کی اور مومنوں کو ذلت کے گڑھے سے نکال کر اونچا کیا۔ صرف خدا ہی ہے جس نے دشمنوں کو ان کے سامنے سے بھگا دیا۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد 20 صفحہ 329)

حضرت ابن ابی اَوْفیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا تو ہم مشرکین کے نوجوانوں سے آپؐ کی حفاظت کر رہے تھے، یعنی یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دے رہے تھے کہ مبادا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیں۔

(بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء حدیث: 4255)

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو کچھ کفار قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عداوت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے بیت اللہ کا طواف کرنے کا منظر نہ دیکھ سکنے کی وجہ سے پہاڑوں پر چلے گئے مگر کچھ کفار دارالندوہ میں جمع ہو گئے۔ وہاں کھڑے ہو کر طواف کا نظارہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ مسلمان بھلا کیا طواف کریں گے، ان کو تو بھوک اور مدینہ کے بخار نے کمزور کر کے رکھ دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام میں پہنچ کر اِضْطِبَاع کر لیا یعنی چادر کو اس طرح اوڑھ لیا کہ آپ کا داہنا شانہ اور بازو کھل گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو ان کفار کے سامنے اپنی قوت کا اظہار کرے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ طواف کے شروع کے تین چکروں میں شانوں کو ہلا ہلا کر خوب اکڑتے ہوئے چل کر طواف کیا۔ یہ ظاہر کیا کہ تم کمزور سمجھ رہے ہو لیکن ہم کمزور نہیں ہیں۔

بخاری میں اس حوالے سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ آئے تو مشرکین نے کہا تمہارے پاس ایسے لوگ آ رہے ہیں جنہیں مدینہ کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں، اپنے صحابہؓ کو حکم دیا کہ وہ تین چکر دوڑ کر لگائیں۔ اس کو عربی میں رَمَل کہتے ہیں۔ ہر طواف کعبہ کرنے والا شروع میں طواف کے تین پھیروں میں یہ رمل کرتا ہے۔ آپؐ نے صحابہؓ پر شفقت کرتے ہوئے انہیں سارے چکروں میں دوڑنے کا ارشاد نہیں فرمایا۔

حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ کر چکر لگائے تاکہ آپؐ مشرکین کو اپنی قوت دکھائیں۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے مروہ کے قریب قربانی کی۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ صحابہؓ کو یَأْجَج مقام پر اسلحہ پر متعین صحابہؓ کے پاس بھیجا تا کہ یہ ان کی جگہ ڈیوٹی دیں اور وہ بھی آ کر عمرہ اور قربانی وغیرہ کر لیں۔

(شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 322 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (سیرت ابن ہشام صفحہ 717 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (لغات الحدیث جلد 2 صفحہ 163) (بخاری کتاب الحج باب کیف کان بدء الرمل حدیث: 1602) (بخاری کتاب الحج باب ماجاء فی السعی بین الصفاء والمروۃ حدیث: 1649)

جو پہلے وہاں اسلحے کی ڈیوٹی پہ بیٹھے تھے ان کو کہا کہ وہ آ جائیں عمرہ کر لیں اور یہ کچھ نئے آدمی وہاں بھیج دیے کہ جا کے ان کی ڈیوٹی سنبھالیں۔

اس موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت میمونہؓ سے شادی بھی ہوئی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اسی سفر میں آنحضورؐ نے میمونہ بنت حارث سے شادی کی۔ یہ شادی حضرت عباسؓ نے کروائی تھی۔ حضرت میمونہؓ نے اپنی شادی کا اختیار اپنی بہن حضرت اُمّ فضلؓ کو دیا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ کی بیوی تھیں اور حضرت اُمِ فضلؓ نے وہ اختیار حضرت عباسؓ کو دیا۔ حضرت عباسؓ نے ان کی شادی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کرا دی اور حضرت میمونہؓ کا مہر چار سو درہم مقرر ہوا۔

(ابن ہشام صفحہ 718 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 8 صفحہ 217 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس حوالے سے بیان کیا ہے کہ ”حضرت عباسؓ کی سالی میمونہ جو دیر سے بیوہ ہو چکی تھیں مکہ میں تھیں۔ حضرت عباسؓ نے خواہش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے شادی کر لیں اور آپ نے اسے منظور فرما لیا۔“ (دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد 20 صفحہ 329-330)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تین روز رہے۔ جب تیسرا روز ہوا تو قریش نے حُوَیْطِب بن عبدالعُزّٰی کو قریش کے چند افراد کے ساتھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ ایک روایت کے مطابق قریش کا یہ وفد حضرت علیؓ کے پاس گیا تھا کہ اب تمہاری مدتِ اقامت پوری ہو چکی ہے لہٰذا اب چلے جاؤ۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہم ذرا اَور قیام کریں تو تمہارا کیا ہرج ہے؟ ہم یہاں شادی کر کے کھانا پکائیں گے۔ میری شادی ہو رہی ہے اور تمہاری بھی دعوت کریں گے۔ قریش نے کہا کہ ہمیں تمہاری دعوت نہیں چاہیے تب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے اور اپنے غلام ابورافع کو حضرت میمونہؓ کے پاس چھوڑ دیا۔ چنانچہ وہ حضرت میمونہؓ کو لے کر سَرِف مقام میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے جو تنعیم کے قریب مکہ سے قریباً چھ سات میل کے فاصلے پر ایک بڑی وادی تھی۔

حضرت میمونہ کا نام بَرَّہ تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر ان کا نام میمونہ رکھ دیا۔ حضرت میمونہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے آخر پر شادی ہوئی۔ 51ہجری میں سَرِف مقام پر ہی جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا رخصتانہ ہوا تھا حضرت میمونہؓ کی وفات ہوئی۔

(بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء روایت 4251) (الاصابہ جلد 8 صفحہ 322، 324 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (ابن ہشام صفحہ 718 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (فرہنگ سیرت صفحہ 147 زوار اکیڈمی)

حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ ”چوتھے دن مکہ والوں نے مطالبہ کیا کہ آپؐ حسبِ معاہدہ مکہ سے نکل جائیں اور آپؐ نے فوراً تمام صحابہؓ کو حکم دیا کہ فوراً مکہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ مکہ والوں کے

احساسات کا خیال کر کے نئی بیاہی ہوئی میمونہؓ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا کہ وہ بعد میں اسباب کی سواریوں کے ساتھ آ جائیں اور خود اپنی سواری دوڑا کر حرم کی حدود سے باہر نکل گئے اور وہیں شام کے وقت آپؐ کی بیوی میمونہؓ کو پہنچایا گیا اور پہلی رات وہیں جنگل میں میمونہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئیں۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد 20 صفحہ 330)

حضرت میمونہؓ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس مقدس رفاقت کی یہ جگہ بہت عزیز رہی۔ اسی لیے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی تھی کہ میں جب فوت ہو جاؤں تو مجھے اسی مقام کی اسی جگہ پر دفن کیا جائے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ تھا۔ جہاں مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔ خدائی تقدیر کہ آپؓ حج کے لیے تشریف لائیں اور وہیں مکہ میں بیمار ہو گئیں۔ کچھ دنوں کے بعد آپؓ نے فرمایا کہ مجھے مکہ سے باہر لے چلو کیونکہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہاری وفات مکہ میں نہیں ہو گی۔ چنانچہ لوگ انہیں مکہ سے لے کر روانہ ہوئے اور سَرِف مقام پر پہنچے تھے کہ اُمّ المومنین حضرت میمونہؓ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ان کی وفات ہو گئی۔ چنانچہ ان کی وصیت کے مطابق اسی مقام پر انہیں دفن کیا گیا تھا۔ وفات کے وقت ان کی عمر اسّی یا اکاسی سال تھی۔

(امتاع الاسماع جلد 12 صفحہ 212 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (فتح الباری جلد 9 صفحہ 141 آرام باغ کراچی) (مستدرک علی الصحیحین جلد 4 صفحہ 398 حدیث 6936)

اس سفر میں حضرت حمزہؓ کی بیٹی کے واقعہ کا ذکر بھی ملتا ہے۔ حضرت بَرَاءؓ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے جانے لگے تو حضرت حمزہؓ کی بیٹی آپؐ کے پیچھے پکارتی ہوئی آئی کہ اے میرے چچا! اے میرے چچا! اس پر حضرت علیؓ نے اسے لے لیا۔ اس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت فاطمہؓ سے کہا اپنے چچا کی بیٹی کو لے لیں۔ انہوں نے اس کو اپنی سواری میں سوار کر لیا تو حضرت علیؓ اور حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ نے ان کی بابت جھگڑا کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا مَیں نے اس کو لیا ہے اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور حضرت جعفرؓ نے کہا یہ میرے چچا کی بیٹی اور اس کی خالہ میری بیوی ہے اور حضرت زیدؓ نے کہا میرے بھائی کی بیٹی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا فیصلہ اس کی خالہ کے حق میں کیا اور فرمایا خالہ بمنزلہ ماں ہے۔

یہ بھی ایک مسئلہ حل ہو گیا جو قضاء میں بہت سارے جھگڑے ہوتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا خالہ بمنزلہ ماں ہے۔ اس کو دے دیا اور حضرت علیؓ سے کہا تم مجھ سے ہو اور میں تجھ سے ہوں۔ ان کی دلجوئی فرمائی اور حضرت جعفرؓ سے کہا تم شکل اور اخلاق میں میرے مشابہ ہو اور حضرت زیدؓ سے کہا تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے آزاد کردہ ہو۔ حضرت علیؓ نے کہا کیا آپؐ حضرت حمزہ کی بیٹی سے شادی نہیں کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ اس سے اس طرح شادی نہیں ہو سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجہ کے مہینے میں مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ (بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء حدیث: 4251)

ایک سَرِیَّہ اَخْرَم بن ابی عَوْجَاء بطرف بَنُوسُلَیم ہے۔ یہ سریہ ذوالحجہ 7 ہجری میں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اَخْرَم کو پچاس آدمیوں کے ساتھ بنوسُلَیم کی طرف بھیجا جو مدینہ کے قریب آباد تھے۔ بنوسُلَیم کا ایک جاسوس حضرت اَخْرَم کے ساتھ تھا جس نے آگے جا کر اپنی قوم کو چوکنا کر دیا اور انہوں نے ایک بڑا لشکر جمع کر لیا۔ جب حضرت اَخْرَم ان کے پاس پہنچے تو بنوسُلَیم ان کے مقابلہ کے لیے تیار تھے۔ حضرت اخرم نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے کہا تم ہمیں جس چیز کی طرف بلا رہے ہو ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد دونوں طرف سے کچھ دیر تیراندازی ہوئی۔ اسی دوران بنوسُلَیم کے لیے مزید کمک آ گئی اور انہوں نے مسلمانوں کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ مسلمانوں نے بہت سخت جنگ لڑی یہاں تک کہ ان میں سے اکثر شہید ہو گئے اور حضرت اَخْرَم بھی مقتولین کے ساتھ شدید زخمی ہو کر گر پڑے۔ پھر یکم صفر 8 ہجری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 2 صفحہ 94 دار الکتب العلمیۃ 1990ء) (فرہنگ سیرت صفحہ 155 زوار اکیڈمی)

پھر ایک سَرِیَّہ حضرت غالب بن عبداللہ لَیْثِی بطرف کَدِیْد کا ذکر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت غالب بن عبداللہ لیثی کو صفر 8 ہجری میں بنو لَیْث کی شاخ بنو مُلَوِّح کی طرف روانہ کیا۔ بنو مُلَوِّح کَدِیْد میں رہتے تھے۔ کَدید مدینہ سے تقریباً دوسو آٹھ میل کے فاصلے پر تھا۔

(غزوات و سرایا صفحہ 413 فریدیہ پبلشرز ساہیوال) (ماخوذ از شرح الزرقانی جلد 3 صفحہ 332 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (ماخوذ از انسائیکلوپیڈیا سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ 188 زم زم پبلشرز)

صحیح بخاری میں ہے کہ کَدِیْد، عُسْفَان اور قُدَیْد کے درمیان ایک چشمہ ہے۔

(بخاری کتاب الصوم باب اذا صام ایاماً من رمضان ثم سافر حدیث 1944)

ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت غالب بن عبداللہ کو پندرہ افراد کے ساتھ روانہ فرمایا اور اس سریہ میں مسلمانوں کا شعار اَمِت اَمِت تھا۔ حضرت جُندب بن مَکِیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت غالب بن عبداللہ کو ایک سریہ پر روانہ فرمایا جس میں مَیں بھی شامل تھا۔ آپؐ نے کَدِید میں بنو مُلَوِّح پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور جب کدید پہنچے تو ابنِ بَرْصَاء حارِث بن مالک لَیْثِی ہمیں ملا جسے ہم نے گرفتار کر لیا۔ اس نے کہا میں اسلام قبول کرنے کے لیے نکلا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی جا رہا ہوں۔ ہم نے کہا کہ اگر تم اسلام قبول کرنے کے ارادے سے نکلے ہو تو ایک دن اور ایک رات کا زادِراہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا یعنی قید میں ہو جاؤ گے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر اس کے علاوہ ارادہ ہے تو ہم اس کی تصدیق کر لیں گے تو پھر ہم نے اسے مضبوطی سے باندھ دیا اور اپنا ایک سیاہ فام ساتھی جس کا نام سُوَیْدِ بنِ مَنْحَر تھا اس پر نگران مقرر کر دیا۔ ہم چلے یہاں تک کہ غروبِ آفتاب کے وقت کدِید پہنچ گئے۔ ہم وادی کے ایک کنارے پر تھے۔ میرے ساتھیوں نے مجھے جاسوس بنا کر بھیجا۔ میں ایک ٹیلے پر پہنچا جہاں سے مَیں انہیں دیکھ سکتا تھا۔ مَیں اس پر چڑھا۔ اپنا سر اوپر کیا اور پیٹ کے بل لیٹ گیا۔ وہاں ایک شخص نے اپنے خیمے سے نکل کر مجھے دیکھ لیا۔ اس نے ایک تیر مارا جو میرے پہلو پر لگا اور ایک روایت کے مطابق آپ کہتے تھے کہ وہ تیر میری آنکھوں کے درمیان ماتھے پہ لگا لیکن میں اپنی جگہ پر ثابت قدم رہا۔ پھر اس نے دوسرا تیر مارا تو وہ میرے کندھے پر لگا۔ مَیں نے وہ بھی نکال کر پھینک دیا اور اپنی جگہ پر قائم رہا۔ کوئی حرکت نہیں کی تاکہ اس کو شک نہ پڑے۔ پھر وہ خیمے میں داخل ہو گیا اور ہم نے انہیں کچھ مہلت دی یہاں تک کہ جب وہ مطمئن ہو کر سو گئے تو صبح سحر کے وقت ہم نے ان پر حملہ کر دیا۔ ان کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا اور اولاد کو قیدی بنا لیا اور جانوروں کو ہانک کر لے آئے۔ ان کا ایک پکارنے والا نکلا اور ہماری طرف ایک ایسا لشکر لے آیا جس کے مقابلے کی ہم میں طاقت نہیں تھی۔ ان کا ایک بندہ جا کر بہت بڑا لشکر لے آیا۔ کہتے ہیں ہم جانوروں کو لے کر چلتے رہے، ہم نے کوئی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا اور جب ابنِ بَرْصَاء اور اس کے ساتھی کے پاس سے گزرے تو ان دونوں کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ دشمن ہمارے قریب پہنچ گئے یہاں تک کہ ہمارے اور ان کے درمیان صرف کدید کی وادی ہی رہ گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس وادی میں سیلاب بھیج دیا جبکہ ہمیں کوئی بادل یا بارش بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی چیز بھیج دی جس کے مقابلہ کی کسی میں طاقت نہ تھی اور کوئی اسے پار نہ کر سکا۔ دشمن کھڑا ہماری طرف دیکھتا رہا اور ہم ان کے جانوروں کو ہانک کر لیے جا رہے تھے۔ ان میں سے کسی کو بھی ہماری طرف آنے کی توفیق نہ ملی اور ہم تیزی سے جانوروں کو ہانکتے رہے یہاں تک کہ ہم نے انہیں پیچھے چھوڑ دیا۔ پھر وہ یعنی دشمن پیچھے رہ گیا۔ پھر وہ ہمیں پکڑ نہ سکے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

(شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 332، 333 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (سبل الہدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 137 دار الکتب العلمیۃ 1993ء)

بہرحال ابھی یہ واقعات چل رہے ہیں۔

اس وقت مَیں پاکستان کے احمدیوں کے لیے بھی خاص طور پر دعا کے لیے کہنا چاہتا ہوں۔ خود پاکستانی احمدی بھی اپنے لیے دعا کریں اور جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ درود کی طرف توجہ کریں اور وہ دوسو مرتبہ پڑھا کریں

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

اس وقت اس طرف جتنی توجہ کر سکتے ہیں وہ ہونی چاہیے۔ اگر ہم دعا کا حق ادا کرتے ہوئے دعاؤں کی طرف توجہ دیں گے تو پھر ہی کامیابی ہے۔ جتنی توجہ دینی چاہیے تھی وہ توجہ دی نہیں جا رہی۔ صرف یہ کہہ دینا اور جیسا کہ بعض لوگ مجھے بھی لکھ دیتے ہیں کہ صرف دعاؤں سے تو کچھ نہیں ہو گا کچھ اَور کرنا چاہیے۔ کچھ اَور کیا کرنا چاہیے؟ ہمارا ہتھیار تو صرف دعائیں ہیں۔ اس بارے میں کئی دفعہ میں بیان کر چکا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات بیان کر چکا ہوں۔ یہ انتہائی غلط خیال ہے کہ دعاؤں سے کچھ نہیں ہونا۔ بہرحال دعائیں ہی ہیں جو ہماری کامیابی کا حل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بھی دے اور ہم دعا کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اگر ہم صرف یہ کہہ دیں کہ دعاؤں سے کچھ نہیں ہونا اور ان کا حق ادا نہیں کرنا تو یہ غلط شکوہ ہے جو ہم اللہ تعالیٰ پر کریں گے۔ پس ہمیں استغفار بھی کرنی چاہیے۔

آج بھی ایک واقعہ کراچی میں ہوا ہے۔ بلوائیوں نے، دہشتگردوں نے، اسلام کے نام پہ جو ہیں تو دہشتگرد ہی، ہماری مسجد پہ حملہ کیا ہے اور ایک احمدی کو شہید بھی کر دیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اس کی تفصیل تو ابھی نہیں ملی۔ تفصیل آئے گی تو بیان بھی ہو جائے گی ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ان ظالموں کی پکڑ کے جلد سامان فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۹؍مئی ۲۰۲۵ء، صفحہ ۲ تا ۷)

☆......☆......☆

ارشاد باری تعالیٰ

وَقُلۡ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا

ترجمہ: اور تُو کہہ اے میرے ربّ! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطا کر۔ (بنی اسرائیل: 81)

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ○ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ○ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ○ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ○

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور اُس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔ (الاخلاص: 2 تا 5)

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کامار یڈی)

تذکارِ مہدی

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

خلوت نشینی

کبھی وہ وقت تھا کہ وہ شخص جس کے متعلق بعض دفعہ اس کے والد کے گہرے دوست بھی اس کا نام سن کر کہا کرتے تھے کہ ہمیں نہیں معلوم تھا کہ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کا کوئی اور بیٹا بھی ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے والد کے دوستوں میں سے کئی ایسے تھے جو سالہا سال کی ملاقات کے بعد یہ معلوم نہ کر سکے تھے کہ مرزا غلام قادر صاحب کے سوا ان کا کوئی اور بیٹا بھی ہے کیونکہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ گوشہ تنہائی میں رہتے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے عادی تھے۔

(افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ 1934ء، انوار العلوم جلد 13 صفحہ 308)

خاندان کی نسلیں منقطع

حضرت مسیح موعودؑ کو بتایا گیا کہ تیرے سوا اس خاندان کی نسلیں منقطع ہو جائیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب اس خاندان میں سے وہی لوگ باقی ہیں جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے اور باقی سب کی نسلیں منقطع ہو گئی ہیں۔

جس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ کیا اس وقت خاندان میں ستر کے قریب مرد تھے لیکن اب سوائے ان کے جو حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی یا روحانی اولاد ہیں ان ستر میں سے ایک کی بھی اولاد نہیں ہے۔

(الفضل 7 اکتوبر 1919ء جلد 7 نمبر 28 صفحہ 8-7)

مطالعہ کی عادت

آپ فرمایا کرتے تھے کہ بعض دفعہ آپ کے والد نہایت افسردہ ہو جاتے تھے اور کہتے تھے کہ میرے بعد اس لڑکے کا کس طرح گزارہ ہوگا اور اس بات پر ان کو سخت رنج تھا کہ یہ اپنے بھائی کا دست نگر رہے گا اور کبھی وہ آپ کے مطالعہ پر چڑ کر آپ کو ملاں بھی کہہ دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ہمارے گھر میں ملاں کہاں سے پیدا ہو گیا ہے لیکن باوجود اس کے خود ان کے دل میں بھی آپ کا رعب تھا۔ اور جب کبھی وہ اپنی دنیاوی ناکامیوں کو یاد کرتے تھے تو دینی باتوں میں آپ کے استغراق کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے اور اس وقت فرماتے تھے کہ اصل کام تو یہی ہے جس میں میرا بیٹا لگا ہوا ہے لیکن چونکہ ان کی ساری عمر دنیا کے کاموں میں گزری تھی اس لئے افسوس کا پہلو غالب رہتا تھا مگر حضرت مرزا صاحب اس بات کی بالکل پرواہ نہ کرتے تھے بلکہ کسی کسی وقت قرآن و حدیث اپنے والد صاحب کو بھی سنانے کے لئے بیٹھ جاتے تھے۔ اور یہ ایک عجیب نظارہ تھا کہ باپ اور بیٹا دو مختلف کاموں میں لگے ہوتے تھے اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کو شکار کرنا چاہتا تھا۔ باپ چاہتا تھا کہ کسی طرح بیٹے کو اپنے خیالات کا شکار کرے اور دنیاوی عزت کے حصول میں لگا دے اور بیٹا چاہتا تھا کہ اپنے باپ کو دنیا کے خطرناک پھندہ سے آزاد کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت کی لو لگا دے۔ غرض یہ عجیب دن تھے جن کا نظارہ کھینچنا قلم کا کام نہیں۔''

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو جلد 15 نمبر 9 ستمبر 1916ء صفحہ 333)

خدمت دین کی لگن

مجھے سب سے زیادہ ایک بوڑھے شخص کی شہادت پسند آیا کرتی ہے۔ یہ ایک سکھ ہے جو آپ کا بچپن کا واقف ہے۔ وہ آپ کا ذکر کر کے بے اختیار رو پڑتا ہے۔ اور سنایا کرتا ہے کہ ہم کبھی آپ کے پاس آ کر بیٹھتے تھے تو آپ ہمیں کہتے تھے کہ جا کر میرے والد صاحب سے سفارش کرو کہ مجھے خدا اور دین کی خدمت کرنے دیں اور دنیوی کاموں سے معاف رکھیں۔ پھر وہ شخص یہ کہہ کر رو پڑتا کہ ''وہ تو پیدائش سے ہی ولی تھے۔''

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام۔ انوار العلوم جلد 8 صفحہ 207)

محبت الٰہی

جب آپؑ (حضرت مسیح موعودؑ) کی عمر نہایت چھوٹی تھی تو اس وقت آپ ایک اپنی ہم سن لڑکی کو جس سے بعد میں آپ کی شادی بھی ہو گئی کہا کرتے تھے کہ '' نامرادے دعا کر کہ خدا میرے نماز نصیب کرے۔'' اس فقرہ سے جو نہایت بچپن کی عمر کا ہے پتہ چلتا ہے کہ نہایت بچپن کی عمر سے آپ کے دل میں کیسے جذبات موجزن تھے اور آپ کی خواہشات کا مرکز کس طرح خدا ہی خدا ہو رہا تھا۔

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو بابت ماہ ستمبر 1916ء جلد 15 نمبر 9 صفحہ 328)

بکریاں چروانا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچپن کا واقعہ ہے۔ ایک غیر احمدی جو اب فوت ہو چکا ہے اس نے سنایا کہ حضرت صاحب جب بچے تھے گاؤں سے باہر شکار کے لئے گئے اور شکار کے لئے پھندا تیار کرنے لگے، پھر اس خیال سے کہ کھانا کھانے کے لئے گھر نہیں جاسکیں گے ایک دھیلہ ایک بکری چرانے والے کو دیا کہ جا کر چنے بھنوا لاؤ (اس زمانہ میں روپیہ کی بہت قیمت تھی اور کوڑیوں سے بھی خرید و فروخت ہوا کرتی تھی) اور اس سے وعدہ کیا کہ میں اتنی دیر تمہاری بکریوں کا خیال رکھوں گا۔ وہ شخص جا کر کسی کام میں لگ گیا اور وہ واپس نہ آیا۔ ایک دوسرے شخص نے دیکھ کر کہا کہ آپ اس قدر دیر سے انتظار کر رہے ہیں۔ میں جا کر اسے بھیجوں اور یہ شخص جا کر اس لڑکے کو تلاش کرتا رہا اور کہیں شام کے قریب اسے جا ڈھونڈا اور آپ شام تک بکریاں چرایا کئے اور اپنے وعدہ پر قائم رہے۔ جب وہ آیا تو آپ اس پر ناراض بھی نہ ہوئے۔ یہ اخلاق ہیں جو جیتنے والوں میں ہوتے ہیں نہ یہ کہ عمر آخر ہونے کو آئی ہے اور ہر کام میں سستی، ہر کام میں غفلت، کوئی ہوشیار کرے تو ہوشیار ہوں ورنہ پھر غفلت کی حالت میں چلے جائیں۔

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 368)

میں نے جس کا نوکر ہونا تھا ہو چکا

مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے ایام جوانی میں آپ کے والد صاحب اور ہمارے دادا صاحب اکثر اوقات افسوس کا اظہار کیا کرتے تھے کہ میرا ایک بچہ تو لائق ہے۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے بھائی اور ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب) مگر دوسرا لڑکا (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) نالائق ہے کوئی کام نہ اسے آتا ہے اور نہ وہ کرتا ہے۔ مجھے فکر ہے کہ میرے مرنے کے بعد یہ کھائے گا کہاں سے؟

یہاں سے جنوب کی طرف ایک گاؤں ہے، کاہلواں اس کا نام ہے وہاں کا ایک سکھ مجھ سے اکثر ملنے آیا کرتا تھا اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایسی محبت تھی کہ باوجود سکھ ہونے کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر پر جا کر سلام کیا کرتا تھا۔ دعا کا طریق ان میں نہیں۔ خلافت کے ابتدائی ایام میں جبکہ 9-10 بجے کے قریب ڈاک آیا کرتی تھی اور میں مسجد مبارک میں بیٹھ کر ڈاک دیکھا کرتا تھا ایک دن وہ سکھ اس وقت جبکہ میں ڈاک دیکھ رہا تھا آیا اور مسجد مبارک کی سیڑھیوں پر سے مجھے دیکھ کر چیخ مار کر کہنے لگا۔ آپ کی جماعت نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے۔ مجھے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کے تعلقات کا علم تھا۔ میں نے اسے محبت سے بٹھایا اور پوچھا کیا ہوا ہے۔ آپ بیان کریں اگر میری جماعت کے کسی شخص نے آپ کو کسی قسم کی تکلیف اور دکھ دیا ہے تو میں اسے سزا دوں گا۔ میرے یہ کہنے پر اس نے جو دکھ بتایا وہ یہ تھا کہ میں مرزا صاحب کی قبر پر متھا ٹیکنے کے لئے گیا تھا۔ مگر مجھے متھا ٹیکنے نہیں دیا گیا۔ میں نے کہا ہمارے ہاں یہ شرک ہے اور ہم اس کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اس نے کہا۔ اگر آپ کے مذہب میں یہ بات ناجائز ہے تو آپ نہ کریں مگر میرے مذہب سے آپ کو کیا واسطہ مجھے کیوں نہ متھا ٹیکنے دیا جائے۔ جب اس کا جوش ٹھنڈا ہوا تو کہنے لگا۔ ہمارا آپ کے خاندان سے پرانا تعلق ہے، میرا باپ بھی آپ کے دادا صاحب کے پاس آیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ جب وہ آیا تو میں اور میرا ایک بھائی بھی ساتھ تھے۔ اس وقت ہم چھوٹی عمر کے تھے، آپ کے دادا صاحب اس وقت افسوس سے میرے باپ کو کہنے لگے۔ مجھے بڑا صدمہ ہے، اب میری موت کا وقت قریب ہے، میں اپنے اس لڑکے کو بہت سمجھاتا ہوں کہ کوئی کام کرے، مگر یہ کچھ نہیں کرتا۔ کیا میرے مرنے کے بعد یہ اپنے بھائی کے ٹکڑوں پر پڑا رہے گا۔ پھر کہنے لگے لڑکے لڑکوں کی باتیں مان لیتے ہیں اور ہم دونوں بھائیوں سے کہا، تم جا کر اسے سمجھاؤ اور پوچھو کہ اس کی مرضی کیا ہے؟ ہم دونوں بھائی گئے۔ دوسرے بھائی کو تو میں نے نہیں دیکھا وہ پہلے فوت ہو چکا تھا مگر جس نے یہ بیان کیا وہ مجھ سے ملتا رہتا تھا۔ اس نے بتایا ہم آپ کے والد صاحب کے پاس گئے اور جا کر کہا آپ کے باپ کو شکوہ ہے کہ آپ کوئی کام نہیں کرتے، نہ کوئی ملازمت کرنا چاہتے ہیں اس سے اُن کے دل پر بہت صدمہ ہے آپ ہمیں بتائیں، آپ کا ارادہ کیا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات سن کر فرمایا بڑے مرزا صاحب خواہ مخواہ فکر کرتے ہیں میں نے جس کا نوکر ہونا تھا اس کا نوکر ہو چکا ہوں۔ ہم نے آ کر بڑے مرزا صاحب سے کہہ دیا کہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ مجھے جس کا نوکر ہونا تھا ہو چکا اس پر آپ کے دادا صاحب نے کہا۔ اگر وہ یہ کہتا ہے تو ٹھیک کہتا ہے۔

(تذکار مہدی صفحہ 41 تا 45، ایڈیشن 2020، یوکے)

۞۞۞۞

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا نے جو عام لوگوں کے نفوس میں رؤیا اور کشف اور الہام کی کچھ کچھ تخم ریزی کی ہے وہ محض اس لئے ہے کہ وہ لوگ اپنے ذاتی تجربہ سے انبیاء علیہم السلام کو شناخت کر سکیں اور اس راہ سے بھی اُن پر حجت پوری ہو اور کوئی عذر باقی نہ رہے۔ (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 226)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر ۞ یہ تو ہے سب شکل اُن کی ہم تو ہیں آئینہ دار

ساٹھ سے ہیں کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی ۞ سال ہے اب تیسواں دعوے پہ از روئے شمار

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگولین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

واقفینِ نو کو سائنس، تاریخ اور آرکائیوز (archives) سمیت مختلف ریسرچ فیلڈز کو explore کرنا چاہئے
نیز حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اور میڈیسن (medicine) کی ریسرچ کے بارے میں بھی دلچسپی لینی چاہئے

پندرہ سال کی عمر ایسی ہے جس میں انسان سمجھ سکتا ہے اور بچہ خدام الاحمدیہ میں جا رہا ہوتا ہے تو اس عمر میں پہلے رسالہ الوصیت پڑھو، اس کو سمجھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے کیا چاہتے ہیں، کیوں آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے اذن پا کے اس کے حکم سے وصیت کی تحریک شروع فرمائی تھی اور جب اس کی سمجھ آجائے تو پھر وصیت کرو

سوچ کے، غور کر کے دُرود شریف پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ سمجھے گا کہ تم حقیقی دُرود شریف پڑھ رہے ہو اور پھر یہی آنحضرت ﷺ سے عشق اور وفا کا اظہار ہوگا

اگر کوئی غیر احمدی مسلمان فوت ہو جاتا ہے اور وہاں اور کوئی مسلمان نہیں ہے اور اس کا جنازہ پڑھنے والا ابھی کوئی نہیں ہے تو ہم اس کا جنازہ بھی پڑھ سکتے ہیں

سب سے پہلے اور مقدم چیز دعا ہی ہے، وہ کرنی چاہئے کیونکہ دعا میں بہت طاقت ہے، پھر کسی بھی خیراتی کام میں حصہ ڈالا جا سکتا ہے

سفید کپڑے کو صفائی کی علامت کے طور پر پہنا جاتا ہے، حج اور عمرہ عبادت کی وہ اقسام ہیں جہاں انسان خدا کے بہت قریب ہوتا ہے ہم مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ نے اسی طرح سکھایا ہے

کوئی نیکی میں صرف اسی صورت ترقی کر سکتا ہے جب وہ سنجیدہ ہو
جو لوگ سنجیدہ نہیں ہوتے وہ دینی یا دنیاوی معاملات میں نافع نہیں ہو سکتے

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفینِ نو بیلجیم کی (آن لائن) ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

مورخہ 12 نومبر 2023ء کو امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفینِ نو بیلجیم کی آن لائن ملاقات منعقد ہوئی۔ حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ واقفینِ نو بچوں نے بیلجیم کے دارالحکومت برسلز (Brussels) کی اُکل (Uccle) کونسل میں واقع مسجد بیت المجیب سے آن لائن شرکت کی۔ اس ملاقات کا آغاز تلاوت، حدیث، نظم اور سیّدنا حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اقتباس سے ہوا۔

بعد ازاں واقفینِ نو کو مختلف نوعیّت کے سوالات پوچھنے اور اس کی روشنی میں اپنے حضور انور سے راہنمائی حاصل کرنے کا موقع ملا۔

پہلا سوال کیا گیا کہ واقفینِ نو کو کس ریسرچ فیلڈ (research field) کو اختیار کرنا چاہیے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ واقفینِ نو کو سائنس، تاریخ اور آرکائیوز (archives) سمیت مختلف ریسرچ فیلڈز کو explore کرنا چاہیے نیز حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اور میڈیسن (medicine) کی ریسرچ کے بارے میں بھی دلچسپی لینی چاہیے۔ مزید آپ نے اس بات پر زور دیا کہ واقفینِ نو کو تمام ریسرچ فیلڈز میں شامل ہونا اور ان میں مہارت حاصل کرنی چاہیے۔

ایک سوال کیا گیا کہ نظام وصیت میں کس عمر میں شامل ہونا چاہیے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جب تم ہوش و حواس میں قائم ہو جاؤ تو شامل ہو جاؤ۔ پندرہ، سولہ سال کی عمر میں شامل ہو سکتے ہو۔ پندرہ سال میں اگر شامل ہوتے ہو تو پھر سترہ، اٹھارہ سال کی عمر میں اس کو renew کرو کہ میں اس کو اب جاری رکھنا چاہتا ہوں تاکہ جب تم لوگ بالغ ہو جاؤ تو قانونی لحاظ سے بھی پکا ہو جائے۔ یہ نہ ہو کہ میں نے بچپن میں وصیت کی تھی مجھے پتا نہیں تھا۔ اس لیے اٹھارہ سال کی عمر میں پھر کہہ دو تاکہ تم لوگوں کو ہوش و حواس میں پتا ہو کہ ہم نے وصیت کی ہے اور ہم پر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ پندرہ سال کی عمر ایسی ہے جس میں انسان سمجھ سکتا ہے اور بچہ خدام الاحمدیہ میں جا رہا ہوتا ہے تو اس عمر میں پہلے رسالہ الوصیت پڑھو، اس کو سمجھو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے کیا چاہتے ہیں، کیوں آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے اِذن پا کے اس کے حکم سے وصیت کی تحریک شروع فرمائی تھی اور جب اس کی سمجھ آجائے تو پھر وصیت کرو۔

ایک سوال پوچھا گیا کہ ہم حضرت محمد ﷺ سے اپنا عشق و وفا کس طرح مضبوط کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ دُرود شریف پڑھا کرو۔ دُرود شریف پڑھ کے اس کا مطلب سمجھا کرو کہ ہم دُرود شریف پڑھ رہے ہیں، آنحضرت ﷺ کے لیے دعا کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس میں جو فضل ہیں وہ رسول کریم ﷺ پر نازل فرمائے، ان کی آل پر نازل فرمائے اور پھر ان کو اتنی برکت دے کہ وہ بڑھتی جائیں، پھیلتی جائیں، پھولتی جائیں۔

اگر اس طرح سوچ کے، غور کر کے دُرود شریف پڑھو تو اللہ تعالیٰ سمجھے گا کہ تم حقیقی دُرود شریف پڑھ رہے ہو اور پھر یہی آنحضرت ﷺ سے عشق اور وفا کا اظہار ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ ساری رات اتنا دُرود شریف پڑھا اور اتنے درد سے پڑھا کہ رات کو میں نے رؤیا یا کشف میں دیکھا کہ فرشتے آسمان پر پھر رہے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ هٰذَا رَجُلٌ يُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ یہ وہ شخص ہے جو رسول اللہؐ سے محبّت کرتا ہے اور اس وجہ سے اس کو وہ مقام دیا جائے جو آج کل زمانے میں انقلاب لانے کے لیے مقام ہے اور پھر آپؑ کو مسیحِ موعود اور مہدیٔ معہود کا ٹائٹل دیا گیا۔ مسیحِ موعودؑ تو آ گئے، اب ان کے ماننے والوں کا کام ہے کہ عشقِ رسولؐ میں فنا ہو کے اتنا دُرود پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ کی جتنی برکات ہیں، جتنے فضل ہیں، آنحضرت ﷺ پر نازل ہوں۔ اور جب اس طرح دُرود پڑھا جائے گا تو پھر ہماری حالت بھی بدلے گی، ہمارے اپنے عشق کا معیار بڑھے گا، جماعت کے عشق کا معیار بڑھے گا اور پھر اس کے دعاؤں کے فیض سے مسلمانوں کی حالت بھی بدلے گی۔ اور پھر آنحضرت ﷺ کی حکومت دنیا میں قائم ہو جائے گی اور وحدانیت کا جھنڈا دنیا میں لہرائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ایک آٹھ سالہ واقفِ نو بچے نے سوال کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کیسے دوستی کر سکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو اس کا دوست بننا چاہتا ہے اسے اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔ حضور نے سائل کی عمر کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے ہدایت فرمائی ہے کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو وہ نماز پڑھنا شروع کر دے اور دس سال کی عمر میں تو نماز فرض ہو جاتی ہے۔ اس کی روشنی میں حضور نے تلقین فرمائی کہ نماز کی عادت ڈالنی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت کا اظہار کرے اور آپ سے دوستی کرے۔

ایک واقفِ نو نے دریافت فرمایا کہ حضور اپنے مصروف شیڈیول (schedule) کے باوجود بہت سے خطوط کیسے پڑھ لیتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بعض خطوط کو آپ براہ راست address کرتے ہیں جبکہ بعض دیگر کا خلاصہ تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے نیز کچھ خطوط آپ خود بھی پڑھتے اور ملاحظہ فرماتے ہیں۔

اکنامکس (Economics) کے ایک انیس سالہ طالب علم نے راہنمائی طلب کی کہ اسے کس فیلڈ میں جانا چاہیے؟

اس پر حضور انور نے موصوف کو اکنامکس میں تعلیم جاری رکھتے ہوئے مزید مہارت حاصل کرنے کی تلقین فرمائی نیز فرمایا کہ وہ اس مضمون میں پی ایچ ڈی (Ph.D) کرنے کا عزم کریں۔ اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب اسلام کا معاشی نظام کا مطالعہ کریں اور اس سلسلہ میں قرآن پاک کی تعلیمات پر غور کریں۔ مزید برآں اس بات پر زور دیا کہ یہ (explore) کرنا چاہیے کہ سود پر مبنی نظاموں کے زیرِ تسلّط دنیا میں کس طرح اسلامی نظام کے قیام سے کسی بھی معاشرے کو اس طرح کے رویوں سے آزاد کرایا جا سکتا ہے۔

ایک سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ فلسطین کی زمین میرے نیک بندوں کو ملے گی، کیا وہ نیک بندے جماعت احمدیہ میں سے ہوں گے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر جماعت احمدیہ والے نیکی پر قائم رہیں گے تو نیک بندے وہی ہوں گے۔ عباد الصالحین، ایسے صالح بندے جو اللہ تعالیٰ کے صحیح بندے ہوں، عبادت کرنے والے بھی ہوں، اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں پر عمل کرنے والے ہوں تو ایسے لوگ جب دعائیں کریں گے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ پھر ان کی دعاؤں میں برکت ڈالے گا۔ تو ظاہر ہے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں بھیجا۔ اس لیے بھیجا کہ آپؑ اسلام کی تعلیم، جس کو دنیا بھول بیٹھی ہے یا اس میں غلط قسم کی باتیں شامل کر کے نئی بدعات پیدا کر دی ہیں جو غلط ہیں، اس کی صحیح تعلیم، قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں لوگوں کو بتائیں اور ایک جماعت

قائم کریں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت قائم کرنے کے لیے بھیجا، اب یہ جماعت کا فرض ہے کہ ہم ان لوگوں میں شامل ہوں جو عبادالصالحین ہیں، جو نیک لوگ ہیں اور جب ہم یہ ہوں گے تو دنیا کو بھی اپنی طرف لائیں گے اور دنیا کو ایک کریں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بھی فرمایا کہ تمام مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ جمع کرو۔ واحد دین کے اوپر جمع کرو تا کہ سارے فرقے ختم ہو جائیں اور ایک اکثریت والا فرقہ صرف جماعت احمدیہ کا رہ جائے۔ جب ایسے لوگ ہوں گے تو ان لوگوں میں عبادالصالحین بھی ہوں گے اور ان لوگوں کی دعاؤں سے، ان لوگوں کی کوششوں سے اللہ تعالیٰ پھر برکت ڈالے گا اور یہ ظلم ختم ہو گا اور عبادالصالحین کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ یہودی اگر ظلم سے باز نہیں آئیں گے تو ان سے زمین چھین لی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دو دفعہ موقع دینا تھا، یہی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے، تو اگر وہ ظلم سے باز نہیں آتے تو پھر اللہ تعالیٰ ان کے ظلم کو ختم کرنے کے لیے وہ زمین ان سے چھین کے عبادالصالحین کو دے دے گا۔ اگر وہ ظلم سے باز آ جاتے ہیں اور لوگوں کو تنگ نہیں کرتے اور ظلم نہیں کرتے تو پھر اللہ تعالیٰ ان کی حکومت ایک لمبا عرصہ بھی چلا سکتا ہے۔

ایک سوال کیا گیا کہ اگر ہمارا کوئی غیر احمدی رشتہ دار یا دوست فوت ہو جائے تو کیا ہم اس کے لیے مغفرت کی دعا کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ہاں! اگر وہ مسلمان ہے، موحّد ہے، اللہ تعالیٰ پر یقین رکھنے والا ہے اور آنحضرت ﷺ پر ایمان لاتا ہے تو اس کے لیے ہم مغفرت کی دعا کر سکتے ہیں، کوئی ایسی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے اس کو بخش دے۔ اگر اس نے کسی غلط فہمی کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانا تو اس کے لیے مغفرت کی دعا کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔

اگر کوئی غیر احمدی فوت ہو جاتا ہے اور وہ مسلمان ہے اور وہاں اور کوئی مسلمان نہیں ہے اور اس کا جنازہ پڑھنے والا بھی کوئی نہیں ہے تو ہم اس کا جنازہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

ایک واقفِ نو نے عرض کیا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ "Intelligence is a name of concentration" تو ہم concentration کیسے قائم کر سکتے ہیں کہ ہماری intelligence میں اضافہ ہو؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ذہانت کسی چیز پر غور کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ concentration کیا ہے؟ غور کرنا، سوچنا۔ اگر تم کوئی مضمون پوری توجہ سے پڑھتے ہو، اس پر غور کرتے ہو تو اس سے تمہاری دماغی سوچیں کھلتی ہیں اور اسی سے تمہارے اندر ذہانت پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے سوچنے کی عادت ڈالو، غور کرنے کی عادت ڈالو، جو مضمون ہیں ان میں توجہ پیدا کرو۔ جب کسی topic پر توجہ کرو گے، سوچو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے رستے دکھائے گا اور تمہارے دماغ کو کھولے گا اور روشن کرے گا۔

جو بھی کام کرو، غور سے، سوچ سوچ کے کیا کرو اور دیکھا کرو کہ اس کے کیا فائدے ہیں، کیا نقصانات ہیں، اس کو کس طرح ہم بہتر طور پر کر سکتے ہیں؟ ہر کام توجہ سے کرو تو تمہارے اندر ذہانت پیدا ہوتی جائے گی، اس کام کو کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

ایک واقفِ نو نے دریافت کیا کہ ہم واقفینِ نو بچوں کو آج کل کے جنگ کے حالات میں اپنے آپ کو مستقبل کے لیے کیسے تیار کرنا چاہیے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ پہلے تو یہ دعا کرو اللہ تعالیٰ ان جنگی حالات سے ہمیں بچا کے رکھے اور یہ جنگ جو گو عالمی جنگ کی تھوڑی بہت صورت تو اختیار کر چکی ہے لیکن زیادہ نہ پھیلے اور عالمی جنگ نہ بن جائے۔ پہلے تو یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے اور نہ ہی ہو تو اچھی بات ہے۔ اور اگر ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ ہمارا ایمان مضبوط رہے اور ہم کسی خوف کی وجہ سے اپنے ایمان سے دُور ہٹنے والے نہ ہوں۔

پھر یہ ہے کہ اپنے اندر خوف سے دُور کرو۔ اب دیکھو! فلسطینی بچے ہیں، جنگ کی وجہ سے ان پر جو ظلم ہو رہے ہیں لیکن ان کو کوئی خوف نہیں۔ ان کی تصویریں آتی ہیں تو ہنستے ہی رہتے ہیں۔ اس لیے تمہارے اندر خوف نہیں ہونا چاہیے، جرأت ہونی چاہیے۔

دوسرا یہ ہے کہ اپنے دوستوں کو بتاؤ کہ ہمیں جنگ کے خلاف ہونا چاہیے اور ہمیں امن قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ پھر یہ ہے کہ اپنے میں صبر اور حوصلے کی عادت ڈالو۔ یہ بھی سوچ لو کہ تم گھر میں کھانا، برگر (burger)، شوارما (shawarma) یا پاستا (pasta) کھاتے ہو، اگر جنگ کے حالات میں اس میں سے تھوڑا بہت کھانا مل جائے، آدھا کھانا ملے تو تم نے اس میں بھی گزارا کرنا ہے تا کہ تمہارا کھانا زیادہ سے زیادہ چل سکے کیونکہ حالات جب خراب ہوں گے، عالمی جنگ ہو جاتی ہے، حالات خراب ہوتے ہیں تو پھر بہت زیادہ بھی خراب ہو سکتے ہیں۔ اس لیے اس سوچ کے ساتھ ہمیشہ عمل کرو۔ لیکن اوّل چیز یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جنگ کو ٹال دے اور نہ ہو تو زیادہ اچھا ہے۔

ایک واقفِ نو نے ذکر کیا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ کوئی نیکی میں صرف اسی صورت ترقی کر سکتا ہے جب وہ سنجیدہ ہو، جو لوگ سنجیدہ نہیں ہوتے وہ دینی یا دنیاوی معاملات میں نافع نہیں ہو سکتے۔ نیز دریافت فرمایا کہ اس نصیحت پر کیسے عمل کیا جا سکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے مثال کے ذریعہ سے سمجھایا کہ جب کوئی پڑھ رہا ہو تو اسے ٹاپک (topic) پر توجہ مرکوز کرنی چاہیے چاہے وہ جغرافیہ ہو، ریاضی ہو، انگریزی ہو، کوئی دوسری زبان ہو یا تاریخ۔ اپنی پڑھائی کو سنجیدگی سے لینا چاہیے، تب ہی کوئی صحیح معنوں میں ٹاپک (topic) کو سمجھ سکتا ہے، اسی طرح کے اصول دوسرے کاموں پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔ مزید برآں اس بات پر زور دیا کہ تمام کاموں کو اہم سمجھا جانا چاہیے۔ آپ جو بھی کریں، اسے احتیاط سے کریں، اس کے بارہ میں سوچیں اور اسے اہمیت دیں۔ صرف اسی صورت میں آپ اپنے مفوّضہ کام میں ترقی کر سکیں گے۔

ایک سوال کیا گیا کہ ایک انسان جس کو دل سے احمدیت کی سچائی پر یقین ہو لیکن وہ لوگوں کے ڈر سے بیعت نہ کرے، اللہ تعالیٰ کا اس سے کیا سلوک ہو گا؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر واقعی خوف کے حالات ہیں اور دل میں وہ احمدیت کو سچا سمجھتا ہے، حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برا بھلا نہیں کہتا تو دل سے وہ احمدی ہے، باقی خوف کی وجہ سے، دنیاوی حالات کی وجہ سے اگر اس نے ایسی بات کی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا۔

آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ایک صحابیؓ کو پکڑ لیا گیا، اس کو بڑا بُرا بھلا کہا، مارا پیٹا، اس نے انکار کر دیا یا آنحضرت ﷺ کے بارے میں کوئی غلط الفاظ ادا کر دیے۔ اس کے بعد وہ روتا ہوا آیا، اس نے کہا کہ میرے ساتھ انہوں نے یہ سلوک کیا جس کی وجہ سے میں نے کہہ دیا، میں بہت گناہگار ہوں، میں کس طرح بخشا جاؤں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دل سے تم پکے مسلمان ہو؟ اس نے کہا ہاں جی! میں دل سے پکا مسلمان ہوں، بس خوف کی وجہ سے میرے سے وہ غلط الفاظ نکل گئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھا، پھر اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے گا اور تم بخشے جاؤ گے۔

تو اگر ایسے حالات ہیں کہ آدمی دل سے احمدیت کو سچا سمجھتا ہے لیکن خوف کی وجہ سے بیعت نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ رحمان ہے، رحم کرنے والا ہے، اس کو بخش دے گا۔ لیکن ساتھ یہ شرط ہے کہ یہ نہیں کہ لوگوں کو دیکھ کر پھر وہ مستقل گالیاں ہی نکالنے لگ جائے۔ تو اگر برا بھلا نہ کہتا ہو اور لوگوں کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا جماعت کو گالیاں نہ نکالتا ہو تو ٹھیک ہے پھر اللہ کے ساتھ اس کا معاملہ ہے۔

یہ کہہ دینا کہ میں لوگوں کے خوف سے تو مستقل کئی سالوں سے گالیاں نکال رہا ہوں لیکن دل سے میں احمدی ہوں، یہ نہیں ہو سکتا۔ ایمان چھپانے والے جو ہوتے ہیں۔ قرآن شریف میں ایمان چھپانے والے کا بھی ذکر ہے لیکن وہاں جب موقع آیا تو اس نے ایمان ظاہر بھی کر دیا۔

اگر اس نے سچے دل سے احمدیت کو سمجھا ہے کہ یہ حقیقت ہے تو پھر ٹھیک ہے اظہار نہ کرے کہ میں احمدی ہوں لیکن یہ بھی اس کا فرض ہے کہ پھر احمدیوں کو گالیاں بھی نہ نکالے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو برا بھلا کہے۔ اگر وہ یہ کرے گا تو پھر گناہگار ہو گا، اگر نہیں تو پھر ٹھیک ہے، اللہ تعالیٰ رحم کرنے والا ہے۔

ایک سوال نظر بد کے تصور اور ان لوگوں کے طرزِ عمل کے بارے میں پوچھا گیا کہ جو نظر بد سے بچنے کے لیے خوشخبری چھپاتے ہیں، کیا اس میں کوئی حقیقت ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ نظر بد میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تاہم کچھ لوگ حسد کرتے ہیں اور اپنی حسد کی وجہ سے وہ غیر ارادی طور پر کسی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ نیز حضور انور نے تلقین فرمائی کہ حسد کرنے والوں کے نقصان دہ ارادوں سے محفوظ رہنے کے لیے دعا کرنی چاہیے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آخری دو سورتوں میں اس دعا پر زور دیا ہے۔

ایک سوال کیا گیا کہ دعاؤں کے علاوہ فلسطینیوں کی کیسے مدد کی جا سکتی ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سب سے پہلے اور مقدم چیز دعا ہی ہے، وہ کرنی چاہیے کیونکہ دعا میں بہت طاقت ہے۔ پھر کسی بھی خیراتی کام میں حصہ ڈالا جا سکتا ہے، ہیومینٹی فرسٹ (Humanity First) انسانی ہمدردی کی کوششوں میں مدد کر رہی ہے لہٰذا وہاں بھی عطیات دیے جا سکتے ہیں۔

ایک واقفِ نو نے دریافت کیا کہ مسلمان حج اور عمرہ کے دوران سفید لباس کیوں پہنتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سفید کپڑے کو صفائی کی علامت کے طور پر پہنا جاتا ہے۔ حج اور عمرہ عبادت کی وہ اقسام ہیں جہاں انسان خدا کے بہت قریب ہوتا ہے۔ ہم مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ نے اسی طرح سکھایا ہے۔

ایک واقفِ نو نے راہنمائی طلب کی کہ اسے ایک مثالی خادم بننے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

اس پر حضور انور نے سب سے پہلے اس بچہ سے اس کی عمر کی بابت دریافت فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ وہ آٹھ سال کا ہے۔ جس پر آپ نے تلقین فرمائی کہ وہ نماز پڑھنی شروع کر دے اور عمر کے ساتھ ساتھ اس پر پختگی سے قائم رہے۔ نیز فضول باتوں میں اپنا وقت ضائع کرنے سے گریز کرے اور عہد کرے کہ وہ بڑے ہو کر بھی نیک کاموں میں مشغول رہے گا اور اپنے دینی علم میں اضافہ کرتا چلا جائے گا۔

ایک سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مذاہب کیوں بنائے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ابتدا، حضرت آدمؑ کے وقت سے انسان کو مذہب کا تعارف کروایا کہ مذہب کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ یہ اچھی باتیں ہیں، یہ بری باتیں ہیں۔ پھر اس زمانے میں آج جس طرح ایک گلوبل ولیج بن گیا ہے، تم جہاز پر بیٹھتے ہو، ٹرین پر بیٹھتے ہو، ایک شہر سے دوسرے شہر، ایک ملک سے دوسرے ملک چلے جاتے ہو۔ اس زمانے میں اتنی آسانی سے سفر نہیں ہوتے تھے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ دو، تین سو میل کا بھی فاصلہ کرنا ہوتا تو اونٹوں پر یا پیدل سفر کیا کرتے تھے یا گھوڑوں پر سفر کرتے تھے۔ تو اس طرح آپس میں ایک دوسرے سے رابطہ نہیں تھا۔ پھر ہر برّاعظم کا تو دنیا کو پتا ہی نہیں تھا۔ اس وقت لوگ سمجھتے تھے کہ مثلاً جو عرب میں رہنے والا ہے کہ عرب ہی ساری دنیا ہے۔ امریکہ میں رہنے والا سمجھتا تھا کہ امریکہ ہی ساری دنیا ہے۔ آسٹریلیا میں رہنے والا سمجھتا تھا کہ آسٹریلیا ہی ساری دنیا ہے۔ ساری دنیا کا تو پتا نہیں تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہر ملک، ہر علاقے میں نبی بھیجے تا کہ ان کو دین کے بارے میں بتائے اور یہ بتائے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کی عبادت کرو اور مذہب کیا اخلاق سکھاتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مختلف قوموں میں نبی بھیجے۔ ایک حدیث کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آئے اور اللہ تعالیٰ نے بعض نبیوں کا، چوبیس پچیس کا قرآن شریف میں بھی ذکر کیا۔ تو بہرحال یہ مختلف نبی جو آئے انہوں نے اپنے اپنے علاقوں میں مذہب کی تعلیم دی اور ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ ایک زمانہ آئے گا جب سارے مذہب اکٹھے ہو جائیں گے، ایک ہو جائیں گے، ایک بڑا نبی آئے گا۔

اب دیکھو! یہ بھی اللہ تعالیٰ کا وجود ہونے کا ثبوت ہے کہ ہر نبی نے جو بنیادی تعلیم دی، جو اخلاق سکھائے وہ ایک ہی ہے۔ چاہے وہ امریکہ میں پیدا ہونے والا نبی تھا یا چین میں پیدا ہونے والا تھا یا ہندوستان میں یا ایشیا میں یا آسٹریلیا میں جس طرح Aborigines ہیں یا کہیں بھی تھا۔ تو سب کو اللہ تعالیٰ نے جو تعلیم دی وہ تقریباً ایک ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اچھے اخلاق پیدا کرو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے جب دیکھا کہ اب دنیا کے لوگوں کے دماغ mature ہو گئے ہیں اور اب ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ سب اکٹھے ہونے والے ہیں تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا اور آپؐ کو کہا کہ آپؐ ساری دنیا کے لیے نبی ہیں۔ باقی کسی نبی کو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ ساری دنیا کے لیے نبی ہو، ان کو یہی کہا کہ تم اپنی قوم کے لیے نبی ہو اور ہر قوم کے نبی نے کہا کہ ایک نبی جب ساری دنیا کے لیے آئے گا تو اس کو مان لینا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے سے پہلے یہ ساری پیشگوئیاں نبیوں نے کیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعویٰ کیا اور اب آپؐ رحمۃ للعالمین ہیں۔ سب عالمین، ساری دنیا، سارے جہانوں کے لیے نبی ہیں اور پہلے نبیوں نے اسی کی تعلیم دی تھی۔

اب کیونکہ ہم اکٹھے ہو سکتے ہیں اس لیے اسلام کی تعلیم بھی ہر جگہ پھیل سکتی ہے۔ دیکھو! تم بیلجیم میں بیٹھے ہو، کچھ لوگ افریقہ میں بیٹھے ہیں، کچھ لوگ ساؤتھ امریکہ میں بیٹھے ہیں، کچھ لوگ Far East میں بیٹھے ہوئے ہیں، آئی لینڈز میں بیٹھے ہوئے ہیں، کچھ ایشیا کے ریموٹ ایریاز میں بیٹھے ہوئے ہیں، کچھ افریقہ کے ریموٹ ایریاز میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ساروں کو ایم ٹی اے (MTA) کے ذریعہ سے یہ ساری باتیں پہنچ رہی ہیں، یہ پیغام پہنچ رہا ہے۔ اب تمہارا یہ پروگرام ہو رہا ہے، جب دو سے چار دن بعد یہ پروگرام دیکھیں گے، افریقہ میں بیٹھا ہوا، ایک دُور دراز علاقے، جنگل، گاؤں میں بیٹھا ہوا ہے اس کے پاس اگر ٹی وی (TV) لگا ہوا ہے تو ایم ٹی اے (MTA) کے ذریعہ سے وہ بھی تمہاری شکل دیکھ لے گا۔ تو ایک گلوبل ویلج (Global Village) بن گیا۔ اس لیے اسلام عالمی مذہب ہے، باقی مذہب چھوٹے چھوٹے تھے اور وہ مذہب اس لیے آئے تھے کہ جو عالمی مذہب بننے والا ہے اس کے لیے اپنے اپنے لوگوں کو تیار کریں اور جب وہ تیار ہو جائیں تو پھر وہ ایک مذہب میں شامل ہو جائیں۔

اس لیے ہمارا کام ہے کہ اسلام کی تبلیغ کریں اور اسلام کی تبلیغ کے لیے اس زمانے میں اللہ میاں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور ہم نے ان کو مان لیا، اب ہمارا کام ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہدایات کے مطابق ہم اسلام کی تبلیغ دنیا میں کریں اور ساری دنیا کے لوگوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کریں۔

ایک سوال شیطان کے آگ سے بننے اور اس کی آخری سزا کے بارے میں پوچھا گیا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ شیطان کوئی جسمانی مخلوق نہیں ہے تاہم شیطان ہر شخص کے اندر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کے خون کے ساتھ اس کے جسم میں چلتا ہے اور میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے۔ حضورِ انور نے تلقین فرمائی کہ شیطان کے اثر سے محفوظ رہنے کے لیے دعا کرتے رہنا چاہیے۔ قرآن کریم میں ذکر ہے کہ شیطان نے یوم حساب تک مہلت مانگی اور چیلنج کیا ہے کہ لوگ اس کی پیروی کریں گے اور وہ ان سب کو ضرور گمراہ کر دے گا۔ اس پر خدا نے کہا کہ وہ شیطان اور اس کے تمام پیروکاروں کو جہنم میں ڈال دے گا۔ مزید برآں حضورِ انور نے فرمایا کہ جلنا دو قسم کا ہے ایک جہنم کی آگ ہے اور دوسری دل کی ندامت کی ہے۔

ایک آٹھ سالہ واقفِ نو نے سوال کیا کہ کیا وہ گھر میں با جماعت نماز ادا کر سکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر مسجد دُور ہو اور اس کے والدین کسی وجہ سے مسجد نہ جا سکیں تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ البتہ اگر مسجد قریب ہے اور اس کے والدین مسجد میں نماز پڑھتے ہیں تو وہ بھی مسجد میں نماز پڑھنے کی کوشش کرے۔

ایک سوال کیا گیا کہ کیا ایک واقفِ نو Politician بن سکتا ہے؟

اس پر حضورِ انور نے اثبات میں جواب دیا کہ ہاں! politician بن سکتے ہو لیکن ایمانداری سے politician بننا، جھوٹ نہ بولنا۔ آج کل جو politician ہیں وہ بڑا جھوٹ بولتے ہیں اور بڑے بزدل ہیں۔ دیکھو! آج کل جو فلسطینیوں پر ظلم ہو رہا ہے، کوئی politician اس پر نہیں بول سکتا۔ حالانکہ ظلم کے خلاف ہر جگہ آواز اٹھانی چاہیے۔ اگر اسرائیلیوں پر ظلم ہو رہا ہے تو ان کے حق میں آواز اٹھانی چاہیے، اگر فلسطینیوں پر ظلم ہو رہا ہے تو ان کے حق میں آواز اٹھانی چاہیے، حق کہنا چاہیے، حق بات کہنی چاہیے۔ جھوٹا politician نہ بننا، ویسے بن سکتے ہو کوئی حرج نہیں۔

آخر پر سیکرٹری وقف نو نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا کہ حضور نے گوناگوں مصروفیت کے باوجود واقفینِ نو بچوں کے لیے وقت عنایت فرمایا۔

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو واقفینِ نو کی صحیح تربیت کرنے کی توفیق دے اور واقفینِ نو کو اپنا وقف نبھانے اور دینی علم میں ترقی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے سب شاملین کو اللہ حافظ کہتے ہوئے السلام علیکم کہا۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 23 نومبر 2023ء)

۞۞۞۞

احمدی طلباء متوجہ ہوں
برائے داخلہ جامعہ احمدیہ قادیان

جامعہ احمدیہ قادیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قائم کردہ وہ مقدس ادارہ ہے جہاں سے اب تک سینکڑوں علماء اور مبلغین کرام فارغ التحصیل ہو کر اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دُنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی کئی مواقع پر احمدی طلباء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ اس مقدس دینی ادارہ سے تعلیم حاصل کر کے سلسلہ کی خدمت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ لہٰذا سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ واقفین نو اور غیر واقفین نو طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیکر دینی تعلیم حاصل کر کے سلسلہ کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہئے۔ لہٰذا وہ طلباء جو جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینا چاہتے ہیں وہ شعبہ وقف نو بھارت یا نظارت تعلیم سے رابطہ کریں اور جلد سے جلد داخلہ فارم برائے جامعہ احمدیہ پُر کر کے مورخہ 30 جون تک دفتر وقف نو بھارت (نظارت تعلیم) میں بھجوائیں۔

داخلہ کے لئے درج ذیل شرائط ہیں:

(1) میٹرک پاس طالب علم کے لئے عمر کی حد 17 سال اور +2 پاس طالب علم کے لئے 19 سال ہے۔ عمر کی حد میں حفاظ کرام کو استثنائی طور پر رعایت دی جا سکتی ہے۔

(2) جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے نیشنل کیریئر پلاننگ کمیٹی وقف نو بھارت طلباء کا انٹرویو اور تحریری ٹیسٹ لے گی اور جامعہ احمدیہ کے لئے Select کریگی۔ تحریری ٹیسٹ میں قرآن مجید، اسلام، احمدیت، دینی معلومات، اُردو، انگریزی اور جنرل نالج سے متعلق سوالات ہونگے۔

(3) تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیاب ہونے والے طلباء کا نور ہسپتال قادیان سے میڈیکل ٹیسٹ ہوگا۔ تحریری ٹیسٹ، انٹرویو اور میڈیکل ٹیسٹ میں پاس ہونے والے طلباء کو سیّدنا حضور انور کی منظوری سے جامعہ احمدیہ میں داخلہ دیا جائے گا۔

(4) گریجویشن پاس طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی ترجیح دی جائے گی۔ داخلہ فارم بذریعہ Mail منگوانے کے لئے ایڈریس:

waqfenau@qadian.in
WAQF-E-NAU DEPARTMENT (NAZARAT TALEEM)
Darul Balaqh, CIVIL LINE , QADIAN
DISTRICT: GURDASPUR, PUNJAB (INDIA) PIN: 143516
CONTACT: 01872-500975, 9988991775

(صدر نیشنل کیریئر پلاننگ کمیٹی وقف نو بھارت)

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

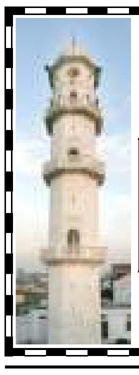
Love for All Hatred for None
99493-56387
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS
طالب دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)
RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions
Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri
West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خدا تعالیٰ نے بتایا کہ خیبر کی فتح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مقدر ہے
آپؐ نے صبح کے وقت یہ اعلان کیا کہ میں اسلام کا سیاہ جھنڈا آج اس کے ہاتھ میں دوں گا جس کو خدا اور اس کا رسول اور مسلمان پیار کرتے ہیں
خدا تعالیٰ نے اِس قلعہ کی فتح اس کے ہاتھ پر مقدر کی ہے۔ (حضرت مصلح موعودؓ)

غزوۂ خیبر کے حالات و واقعات کا ایمان افروز بیان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 07 / فروری 2025 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: خیبر کی فتح کس کے ہاتھ پر مقدر ہے؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خدا تعالیٰ نے بتایا کہ اس شہر (خیبر) کی فتح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مقدر ہے۔ آپؐ نے صبح کے وقت یہ اعلان کیا کہ میں اسلام کا سیاہ جھنڈا آج اس کے ہاتھ میں دوں گا جس کو خدا اور اس کا رسول اور مسلمان پیار کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اِس قلعہ کی فتح اس کے ہاتھ پر مقدر کی ہے۔

سوال: غزوہ خیبر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دشمن کے سامنے آنے کے بارے میں کون سی دعا بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب تم دشمن کے سامنے آؤ تو یہ دعا کرو کہ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبُّنَا وَ رَبُّهُمْ وَنَوَاصِيْنَا وَنَوَاصِيْهُمْ بِيَدِكَ وَإِنَّمَا تَقْتُلُهُمْ أَنْتَ۔ اے اللہ! تُو ہمارا ربّ ہے اور ان کا ربّ ہے۔ ان کی پیشانیاں اور ہماری پیشانیاں تیرے ہاتھ میں ہیں۔

سوال: غزوہ خیبر کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قیادت میں کتنا لشکر مدینہ کی طرف روانہ ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خیبر کی طرف روانہ ہونے کی تفصیل یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قیادت میں 1600 جاں نثاروں کا لشکر مدینہ سے روانہ ہوا۔

سوال: غزوہ خیبر میں کتنے گھڑ سوار تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس لشکر میں دو سو گھڑ سوار تھے۔

سوال: اس دستے کے قاعد کون تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس دستہ کے قاعد حضرت عَبَّاد بن بِشْر انصاریؓ تھے۔

سوال: خیبر کے راستوں سے آگاہی کیلئے کن کو مقرر کیا گیا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: خیبر کے راستوں سے آگاہی کے لیے دو رہبر یعنی گائیڈ بیس صاع کھجور کی اجرت پر لیے گئے۔ ان کے نام حُسَیْل بن خَارِجَہ اشجعی اور عبداللہ بن نُعَیم بیان کیے جاتے ہیں اور یہ دونوں اشجع قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔

سوال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب خیبر کے قلعے دکھائی دیئے تو آپ نے کیا دعا کی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خیبر کی طرف اپنا سفر جاری رکھا اور شام کے اندھیروں میں جب خیبر کے قلعے دکھائی دیے تو آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا: ٹھہر جاؤ۔ پس وہ سب ٹھہر گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَ رَبَّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَ مَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا اَذْرَيْنَ فَاِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَ خَيْرِ اَهْلِهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَقْدِمُوْا بِسْمِ اللهِ۔ اے ساتوں آسمان کے ربّ اور ہر اس چیز کے جس پر ان کا سایہ ہے! اور ساتوں زمینوں کے ربّ اور جو کچھ انہوں نے اٹھایا ہے! اور شیاطین کے ربّ اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے! اور ہواؤں کے ربّ اور جو کچھ وہ اڑاتی ہیں! اے اللہ! ہم اس بستی کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں اور اس کے اہل کی اور اس بستی اور اس کے اہل کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر آگے بڑھو۔

سوال: جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہود کو اپنی کدالیں اور ٹوکرے لے کر نکلتے ہوئے دیکھا تو کیا کہا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہود کو اپنی کدالیں اور ٹوکرے لے کر نکلتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ۔ خیبر برباد ہو گیا۔ جب ہم کسی قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح بری ہوتی ہے۔

سوال: خیبر کے مختلف قلعوں کی تقسیم کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: تاریخ یعقوبی میں خیبر کے قلعوں کی تعداد چھ بیان کی گئی ہے اور ان میں قلعہ ناعم کا ذکر ہی نہیں جبکہ اکثر کتب سیرت میں جنگ خیبر کا آغاز ہی اس قلعہ یعنی ناعم سے بتایا جاتا ہے۔ زرقانی میں قلعوں کی تعداد دس بیان ہوئی ہے۔ ان تمام کتب کو دیکھا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ خیبر کا علاقہ تین حصوں نَطَاۃ، شَقّ اور کَتِیبَہ میں منقسم تھا اور ان تینوں حصوں میں آٹھ قلعے درج ذیل تقسیم کے مطابق تھے۔ نَطَاۃ میں تین قلعے تھے یعنی نَاعِم، صَعْب اور قلعہ زُبَیر۔ اس قلعہ کا نام قُلَّہ تھا۔ یہ بعد میں حضرت زبیر بن عوامؓ کے حصے میں آیا تھا۔ اس لیے اس کا نام قلعہ زبیر مشہور ہو گیا۔ شَقّ میں دو قلعے تھے یعنی اُبَیّ اور بَرِیّ یا بعض نے نَزَار بیان کیا ہے اور کَتِیبَہ میں تین قلعے تھے یعنی قَمُوص، وَطِیح اور سُلَالِم۔

سوال: اس جنگ میں حضرت محمود بن مَسْلَمہؓ کی شہادت کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس جنگ میں حضرت محمود بن مَسْلَمہؓ کی شہادت کا ذکر بھی ملتا ہے۔ حضرت محمود بن مَسْلَمہؓ کچھ تھک گئے اور اسلحہ بوجھل لگنے لگا اور گرمی نے خوب ستایا تو وہ ناعم کے قلعہ کی دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے۔ یہودی سردار مَرْحَب نے ان کو دیکھ لیا اور ان پر چکّی لڑھکا دی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کِنَانَہ بن رَبِیع نے لڑھکائی تھی، اوپر سے پھینک دی۔ وہ چکّی ان کے سر میں لگی اور ان کے سر کو اس طرح پھاڑ دیا کہ ان کے سر کی کھال کٹ کر چہرے پر آ پڑی۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپ نے کھال کو واپس اس جگہ رکھا اور کپڑے سے اس پر پٹی باندھ دی مگر زخم اس قدر شدید تھا کہ حضرت محمود بن مَسْلَمہؓ جانبر نہ ہو سکے اور چند دن کے بعد وفات پا گئے۔

سوال: حضور انور نے مَرْحَب کی مبارزت اور عامر بن اَکْوَعؓ کی شہادت کا کیا ذکر فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مَرْحَب کی مبارزت اور عامر بن اَکْوَعؓ کی شہادت کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ انہی دنوں میں ایک دن مَرْحَب اس قلعہ کا یہودی سپہ سالار جو بہادری اور جرأت میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا قلعہ سے باہر آ کر مسلمانوں کو للکارنے لگا اور غرور اور تکبر سے اپنی تلوار لہراتے ہوئے یہ شعر پڑھنے لگا کہ

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تُلَهَّبُ

خیبر جانتا ہے کہ میں مَرْحَب ہوں۔ ہتھیار بند، بہادر، تجربہ کار جبکہ جنگیں شعلہ بھڑکاتی ہوئی آئیں۔ مَرْحَب کا یہ چیلنج سن کر حضرت عامر بن اکوعؓ لشکر سے نکل کر سامنے آئے اور یہ رجزیہ شعر پڑھا کہ

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي عَامِرُ
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرُ

کہ خیبر کا چپہ چپہ آگاہ ہے کہ میں عامر ہوں ہتھیار بند، بہادر اور جنگی خطرات کے ریلے میں بے خوف و خطر کود پڑنے والا۔

اس کے بعد دونوں ایک دوسرے کے مدمقابل آ گئے اور ایک دوسرے پر وار کرنے لگے۔ مَرْحَب نے تلوار کا وار کیا جسے حضرت عامرؓ نے اپنی ڈھال پر روکا اور فوراً جھک کر نیچے سے اس پر وار کیا لیکن ان کی تلوار چھوٹی تھی اس لیے ان کو لگنے کی بجائے حضرت عامرؓ کو اپنی تلوار ہی لگ گئی جس سے انہیں گہرا زخم لگا اور ان کی شہادت ہو گئی۔ یہ اس جنگ کے دوسرے شہید تھے۔ دونوں کو ایک ہی قبر میں یعنی رجیع کے مقام پر دفن کیا گیا۔

ہمارا اعتقاد ہے کہ خدا نے جس طرح ابتداء میں دعا کے ذریعہ سے شیطان کو آدم کے زیر کیا تھا
اسی طرح اب آخری زمانہ میں بھی دعا ہی کے ذریعہ سے غلبہ اور تسلط عطا کرے گا نہ تلوار سے
(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 13 / اکتوبر 2006 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: نیک اعمال بجالانے کی توفیق حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونے کیلئے کون سی دعا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: نیک اعمال بجالانے کی توفیق حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونے کی دعا ہے۔ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَ اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ (سورۃ النّمل: 20) اے میرے رب! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں اور تو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔

سوال: نیک اور صالح اولاد کیلئے کون سی دعا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ کہ اے میرے رب مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر یقیناً تو بہت دعا سننے والا ہے۔ ایسی پاک نسل عطا کر جو تیری رضا کی راہوں پر چلنے والی ہو۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حوالے سے کیا فرماتے ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے............ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آ جایا کرتے ہیں تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔

سوال: والدین کے حق میں کون سی دعا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان

دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی تھی۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والدین کی خدمت کے متعلق کون سی حدیث بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مٹی میں ملے اس کی ناک، مٹی میں ملے اس کی ناک۔ یہ الفاظ آپ نے تین دفعہ دہرائے۔ یعنی ایسا شخص قابل مذمت ہے، بڑا بدبخت اور بدقسمت ہے۔ لوگوں نے عرض کی کونسا شخص؟ تو آپ نے فرمایا وہ شخص جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکا۔

سوال: مخالفین کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے کون کون سی دعائیں حضور انور نے بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمیں مخالفین کے شر سے ہمیشہ محفوظ رکھے اور رحم فرمائے اور ہمیشہ اپنے پیار کی نظر ہم پر ڈالے، ثبات قدم عطا فرمائے۔ بعض جگہ ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں جو احمدیوں کے لئے برداشت سے باہر ہوتے ہیں تو کبھی کسی احمدی کے لئے کوئی ایسا موقع نہ آئے کہ جہاں وہ ٹھوکر کھانے والا ہو۔ ہمیشہ ہم میں سے ہر ایک ان برکتوں کا وارث بنا رہے جو اللہ تعالیٰ نے جماعت کے لئے مقدر کی ہیں۔ ایک دعا ہے رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا کَذَّبُوْنِ اے میرے رب میری مدد کر کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلا دیا۔ پھر ایک دعا ہے رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ۔ اے ہمارے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے اور تو فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ میں یقیناً بہت مغلوب ہوں میری مدد کر۔ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُمْ فَتْحًا وَ نَجِّنِیْ وَ مَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ پس میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما، مجھے اور میرے ساتھ ایمان والوں کو نجات عطا فرما۔

سوال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی قوم کی طرف سے خوف محسوس کرتے تو کون سی دعا کرتے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابو بردہ بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی قوم کی طرف سے خوف محسوس کرتے تھے تو ان الفاظ میں دعا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

سوال: ثبات قدم کے لئے، دین پر مضبوطی سے قائم رہنے کیلئے کون سی دعا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ثبات قدم کے لئے، دین پر مضبوطی سے قائم رہنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا سکھائی۔ شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ اے ام المومنین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس ہوتے تھے تو ان کی اکثر دعا کیا ہوا کرتی تھی؟ اس پر انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ۔

سوال: امت مسلمہ کے لئے کون سی دعا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: امت مسلمہ کے لئے دعا کریں کہ ''رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ''۔

سوال: دعاؤں کی اہمیت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرماتے ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ہمارا اعتقاد ہے کہ خدا نے جس طرح ابتداء میں دعا کے ذریعہ سے شیطان کو آدم کے زیر کیا تھا اسی طرح اب آخری زمانہ میں بھی دعا ہی کے ذریعہ سے غلبہ اور تسلط عطا کرے گا نہ تلوار سے۔ ہر ایک امر کے لئے کچھ آثار ہوتے ہیں اور اس سے پہلے تمہیدیں ہوتی ہیں۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ بھلا اگر ان کے خیال کے موافق یہ زمانہ ان کے دن پلٹنے کا ہی تھا اور مسیح نے آکر ان کو سلطنت دلانی تھی تو چاہئے تھا کہ ظاہری طاقت ان میں جمع ہونے لگتی، ہتھیار ان کے پاس زیادہ رہتے، فتوحات کا سلسلہ ان کے واسطے کھولا جاتا۔ مگر یہاں تو بالکل ہی برعکس نظر آتا ہے۔ ہتھیار ان کے ایجاد نہیں، ملک و دولت ہے تو اوروں کے ہاتھ ہے، ہمت و مردانگی ہے تو اوروں میں۔ یہ ہتھیاروں کے واسطے بھی دوسروں کے محتاج۔ دن بدن ذلت اور ادبار ان کے گرد ہے۔ جہاں دیکھو، جس میدان میں سنو انہیں کو شکست ہے۔ بھلا کیا یہی آثار ہوا کرتے ہیں اقبال کے؟ ہرگز نہیں۔ یہ بھولے ہوئے ہیں۔ زمینی تلوار اور ہتھیاروں سے ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ابھی تو ان کی خود اپنی حالت ایسی ہے اور بے دینی اور لامذہبی کا رنگ ایسا ہے کہ قابل عذاب اور مورد قہر ہیں۔ پھر ایسوں کو کبھی تلوار ملی ہے؟ ہرگز نہیں۔ ان کی ترقی کی وہی سچی راہ ہے کہ اپنے آپ کو قرآن کی تعلیم کے مطابق بناویں اور دعا میں لگ جاویں۔ ان کو اب اگر مدد آوے گی تو آسمانی تلوار سے اور آسمانی حربہ سے، نہ اپنی کوششوں سے۔ اور دعا ہی سے ان کی فتح ہے، نہ قوت بازو سے۔ یہ اس لئے ہے کہ جس طرح ابتداء تھی انتہا بھی اسی طرح ہو۔ آدم اول کو فتح دعا ہی سے ہوئی تھی...... اور آدم ثانی کو بھی جو آخری زمانہ میں شیطان سے آخری جنگ کرنا ہے اسی طرح دعا ہی کے ذریعہ فتح ہوگی۔

❁❁❁❁

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 01

بہت کچھ روپیہ اُس کے خریدنے پر برباد کر دیتے ہیں۔ اسلام کے نزدیک یہ سب لغو چیزیں ہیں اور ان میں کوئی حقیقی فائدہ نہیں کیونکہ صرف دولت کے اظہار کیلئے لوگ ان چیزوں کو خریدتے اور اپنے روپیہ کو برباد کرتے ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یورپین لوگوں کو اگر آج پتہ لگے کہ کسریٰ کا قالین اُن کو مل رہا ہے تو شاید اس کیلئے وہ ایک کروڑ روپیہ بھی دیدیں لیکن مسلمانوں کے نزدیک اُس کی اتنی حیثیت تھی کہ ایک جنگ میں کسریٰ نے کہا کہ مسلمان افسر میرے پاس لائے جائیں میں اُن کے ساتھ خود بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر صحابہؓ کا ایک وفد اُس کے پاس گیا۔ اور ان کے سردار اپنے بھدے جوتوں کے ساتھ قالین پر اپنا نیزہ مارتے ہوئے اُس کے پاس پہنچے۔ بادشاہ اُن کی اس حرکت کو دیکھ کر حیران ہو گیا اور کہنے لگا آپ لوگوں میں کوئی تمیز ہی نہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ وہ بادشاہ ہو کر بھی قالین کی عزت کرتا تھا اور مسلمان غریب ہو کر بھی صرف خدا کی عزت کرتا ہے۔ اور کسریٰ کے پاس ہونے کی وجہ سے قالین اُس کی نظروں میں کوئی عزت نہیں رکھتا تھا وہ صرف اُس چیز کی عزت کرتا تھا جس کی خدا عزت کرتا تھا۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ساری باتوں کو عملاً ناجائز قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ مومن کا یہ کام نہیں کہ ان لغو کاموں میں اپنے وقت کو ضائع کرے اور اس قسم کی بیکار چیزوں پر اپنے روپیہ کو برباد کرے۔

آجکل کے لحاظ سے سینما اور تھیٹر وغیرہ بھی اس حکم کے نیچے آجائیں گے کیونکہ سینما اور تھیٹروں وغیرہ پر بھی ملک کی دولت کا ایک بہت بڑا حصہ ضائع ہوتا ہے۔ یورپ کی آزاد حکومتیں جو اپنی اقتصادی ترقی کیلئے ہمیشہ کوشش کرتی رہتی ہیں، اُن کی تو یہ حالت ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ سینما اور تھیٹر بناتی ہیں تا کہ وہ لوگ جو سینماؤں کی کمی کی وجہ سے اس تعیش سے محروم ہیں وہ بھی اس میں حصہ لے سکیں اور ان کی دولت اور ان کا وقت بھی اس پر صرف ہو لیکن اسلام قطعی طور پر اُن تمام چیزوں کو جو بنی نوع انسان کیلئے مفید نہیں بند کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم ان کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اگر اسلام کے ان احکام پر پوری طرح عمل کیا جائے تو امراء کی ظاہری حالت بھی ایک حد تک مساوات کی طرف لوٹ آئے کیونکہ ناجائز کمائی کا ایک بڑا محرک ناجائز اور بے فائدہ اخراجات ہی ہوتے ہیں۔ اس طرح هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ میں اس طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ حقیقی مومن صرف لغو کاموں سے ہی نہیں بچتے بلکہ لغو خیالات سے بھی بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کو لغو خیالات کی عادت ہوتی ہے اُنہی کے دلوں میں نماز پڑھتے وقت قسم قسم کے خیالات آتے رہتے ہیں جن کی وجہ سے اُن کی توجہ میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ لغو خیالات اپنے دل و دماغ میں پیدا ہی نہ کریں اور اگر پیدا ہوں تو اُن کو روکنے کی کوشش کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اس میں کامیاب نہ ہوں۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ کئی لوگ محض شیخ چلی جیسے خیالات کے چکر میں پھنسے رہتے ہیں حالانکہ ان کا کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ ایسے خیالات جو محض ظنّی اور قیاسی ہوں اُن میں مشغول ہونے کیلئے اپنے نفس کو ہرگز اجازت نہیں دینی چاہئے اس سے ایک اور نقص بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص بیکار خیالات میں اپنے دماغ کو لگا دیتا ہے تو پھر وہ معقول باتوں کی طرف توجہ کرنے کے قابل ہی نہیں رہتا۔ پس لغو خیالات اور لغو افکار سے اپنے دل و دماغ کو صاف کر کے انہیں اعلیٰ اور مفید خیالات کی طرف متوجہ رکھنا چاہئے تا کہ قوتِ فکر ترقی کرے اور دماغ جو اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے وہ ماؤف نہ ہو۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 125 تا 127، مطبوعہ قادیان 2010)

❁❁❁

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں ✡ مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ ✡ وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی مرد اور عورت کا کام ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے تا کہ نیکیوں میں توفیق ملے، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو

(مستورات سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ ہالینڈ 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

احمدی مومن اور مومنہ میں دین میں بڑھنے کیلئے مسابقت کی روح ہونی چاہئے نہ کہ دنیاوی چیزوں کیلئے

(مستورات سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ ہالینڈ 2019)

طالب دعا: ناصر احمد ایم۔ بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم۔ اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر12251: میں فرید احمد ولد مکرم محمد قدیر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش یکم جنوری 1989ء پیدائشی احمدی ساکن درہ دلیاں تحصیل حویلی ضلع پُونچھ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 09 فروری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کا مکان وزمین سرکار کی جگہ پر بنا ہے۔ ذاتی ملکیت نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار -/6,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عبدالباسط ڈار العبد : فرید احمد گواہ : نبیل احمد بھٹی

مسل نمبر12252: میں نجمہ ثاقب زوجہ مکرم جاوید اقبال صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری، تاریخ پیدائش 10 اپریل 2001ء پیدائشی احمدی ساکن: درہ دلیاں تحصیل حویلی ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 فروری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد کوکا، ایک عدد دائرہ (رنگ) وزن چار گرام 22 کیریٹ۔ حق مہر ایک لاکھ 40 ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سجاد احمد ابن عبدالعزیز صاحب الامۃ : نجمہ ثاقب گواہ : باسط رسول ڈار

مسل نمبر12253: میں محمد ریاض ولد مکرم منیر حسین صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش: یکم جنوری 1991ء پیدائشی احمدی ساکن: درہ دلیاں تحصیل حویلی ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 فروری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ خاکسار کا مکان وزمین سرکاری زمین پر ہے۔ اگر مستقل میں اسکی رجسٹری ہوتی ہے تو خاکسار دفتر کو اسکی اطلاع کریگا انشاء اللہ اور حسب قواعد اسکا حصہ جائیداد بھی ادا کریگا۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار -/3,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عمران احمد العبد : محمد ریاض گواہ : باسط رسول ڈار

مسل نمبر12254: میں شمیم اختر زوجہ مکرم جاوید اقبال راشد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 2 مارچ 1987ء تاریخ بیعت 2002ء ساکن: شیندرہ تحصیل حویلی ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12 فروری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد کوکا 2 گرام 22 کیریٹ۔ حق مہر 10 ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد عباس الامۃ : شمیم اختر گواہ : باسط رسول ڈار

مسل نمبر12255: میں نیاز احمد ولد مکرم محمد طیب صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش: 2 اپریل 2001ء پیدائشی احمدی ساکن: شیندرہ تحصیل حویلی ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 فروری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار -/12,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد طیب العبد : نیاز احمد گواہ : سجاد احمد

مسل نمبر12256: میں پرویز اختر زوجہ مکرم محمد طیب صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 4 مئی 1985ء پیدائشی احمدی ساکن: شیندرہ ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 فروری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 10 ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : باسط رسول ڈار الامۃ : پرویز اختر گواہ : سجاد احمد

مسل نمبر12257: میں طیب احمد ولد مکرم محمد دین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش: 4 مئی 1980ء پیدائشی احمدی ساکن: شیندرہ تحصیل حویلی ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 13 فروری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ شیندرہ میں زمین 3 کنال ہے جسکا خسرہ نمبر 448 ہے۔ ایک مکان ہے جس میں تین کمرے، ایک کچن اور ایک باتھروم ہے (پرانا کچا مکان) میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/9,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد عباس العبد : محمد طیب گواہ : نبیل احمد بھٹی

مسل نمبر12258: میں شہناز اختر زوجہ مکرم طاہر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ آنگن واڑی تاریخ پیدائش: 12 مارچ 1985ء پیدائشی احمدی ساکن: پٹھانہ تیر تحصیل مہنڈر ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 فروری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: دو کانٹے 2 گرام 22 کیریٹ۔ حق مہر 50 ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/2,400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : نظارت احمد الامۃ : شہناز اختر گواہ : طاہر احمد

مسل نمبر12259: میں ذوالفقار علی ولد مکرم منیر حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت تاریخ پیدائش: یکم اپریل 1990ء تاریخ بیعت: 2011ء ساکن: مہنڈر ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 18 فروری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ (1) مکان مہنڈر سٹی میں ہے جس میں تین کمرے، ایک کچن اور دو باتھروم ہیں جو کہ چار مرلہ پر ہے جس کا خسرہ نمبر 626 ہے۔ اسی طرح مکان کے ساتھ 2 مرلہ جگہ باقی بھی ہے۔ (2) تین مرلہ زمین جسکا خسرہ نمبر 626 ہے۔ (3) قادیان میں ننگل میں سات مرلہ زمین ہے (جس کا خسرہ نمبر 162-303-34/10-34/11 اور حلقہ دارالانوار میں سات مرلے زمین ہے جس کا خسرہ نمبر 172-64/2-20/2-65/13/3) میرا گزارہ آمد از پرائیویٹ ملازمت ماہوار -/15,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عبدالباسط العبد : ذولفقار علی گواہ : باسط رسول ڈار

مسل نمبر12260: میں مبشر علی ولد مکرم محمود احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ: پرائیویٹ ملازمت تاریخ پیدائش: 5 مارچ 2002ء پیدائشی احمدی ساکن: مہنڈر منکوٹ ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 فروری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از پرائیویٹ ملازمت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : باسط رسول ڈار العبد : مبشر علی گواہ : رمضان محمد

مسل نمبر12261: میں جمیلہ بیگم زوجہ مکرم محمد شبیر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 25 اگست 1973ء پیدائشی احمدی ساکن: پونچھ تحصیل حویلی صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 فروری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: دو بالیاں، دو کانٹے (وزن سات گرام 22 کیریٹ)۔ زیور نقرئی: چار انگوٹھیاں قیمت -/200 روپے۔ حق مہر -/6,000 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : وسیم احمد ندیم الامۃ : جمیلہ بیگم گواہ : سکندر احمد

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 08 May - 2025 Issue. 19

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت جعفر بن ابوطالبؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی جانبازی وشہادت کا ایمان افروز واقعہ

حضرت خالد بن ولیدؓ کی بہادری اور جنگی مہارت کے سبب اسلامی لشکر کی فتح اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپؓ کو اللہ کی تلوار کا خطاب

مکرم محمد آصف صاحب آف قصور کی شہادت کا تذکرہ، اللہ تعالیٰ دہشت گردی کرنے والوں کی پکڑ کے سامان کرے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 02 رمئی 2025ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: غزوۂ موتہ کا ذکر ہو رہا تھا اس حوالے سے مزید تفصیل اس طرح ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو الوداع کہا تو حضرت عبداللہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! مجھے کسی ایسی چیز کا حکم دیں جو مَیں آپ کی طرف سے یاد کرلوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کل تم ایسے شہر پہنچو گے جہاں سجود کم ہوتے ہیں۔ پس تم وہاں سجود کثرت سے کرنا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ بہت بڑی نصیحت ہے، آج کل ہم جن ملکوں میں رہ رہے ہیں یہاں لوگ خدا کو بُھلا چکے ہیں، اس دَور میں احمدیوں کو اپنی عبادات کی طرف بہت توجہ کرنی چاہیے۔ پھر آپؓ کی درخواست پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو، یہ ہر معاملے میں تمہارا مددگار ہے۔ جب حضرت عبداللہؓ کو الوداع کہا گیا تو وہ رو پڑے۔ لوگوں کے پوچھنے پر آپؓ نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ مجھے نہ دنیا سے محبت ہے اور نہ تم سے۔ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا ہے جس میں آگ کا ذکر ہے اور مَیں نہیں جانتا کہ آگ پر وارد ہونے کے بعد میری کیا حالت ہوگی۔ اس پر لوگوں نے انہیں تسلی دی اور دعا دی کہ خیریت سے آپ سب ہماری طرف واپس آئیں۔

جمعے کے دن مہم میں شامل تمام افراد روانہ ہوگئے، مگر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے یہ سوچا کہ مَیں جمعے کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے ادا کر کے اُن سے جاملوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں دیکھ کر دریافت کیا کہ تجھے کس چیز نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہونے سے روکے رکھا؟ اس پر حضرت عبداللہؓ نے عرض کیا کہ مَیں نے چاہا کہ آپؐ کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کر کے اپنے ساتھیوں سے جاملوں۔ آپؐ نے اس پر فرمایا کہ زمین میں جو کچھ ہے اگر تم وہ سب خرچ کر ڈالو تو جو لوگ اس مہم پر روانہ ہوگئے ہیں تم اُن کے فضل کو نہیں پاسکتے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ ایک ماہر شہ سوار تھے، وہ بھی اس مہم میں ایک عام سپاہی کے طور پر شریک تھے۔ اس مہم کی روانگی کے وقت خالدؓ کو اسلام قبول کیے ابھی تین ماہ ہوئے تھے۔

مسلمان ابھی روانہ ہی ہوئے تھے کہ دشمنوں کو مسلمانوں کی روانگی کی خبر مل گئی اور انہوں نے بھی لشکر تیار کرنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں کو خبر ملی کہ لشکر کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے۔ اس موقعے پر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے صحابہؓ کا حوصلہ بڑھایا اور انہیں کہا کہ شہادت اور فتح میں سے دونوں ہی تمہارے لیے بہتر ہیں اور اسی کی تم تمنّا کر کے نکلے تھے۔ یہ سن کر سارے لشکر نے کہا کہ ابنِ رواحہؓ نے ٹھیک کہا۔ صحابہؓ آگے بڑھے تو مشارف کی بستی کے قریب انہیں ہرقل کے لشکر ملے جو اہلِ روم اور اہلِ عرب پر مشتمل تھے۔ مسلمانوں نے انہیں دیکھا تو اُس بستی کی طرف ہٹ گئے جسے موتہ کہا جاتا تھا۔ اس مقام پر مسلمانوں نے جنگ کی تیاری کی، حضرت ابوہریرہؓ اس جنگ میں شریک ہوئے تھے وہ کہتے ہیں کہ جب دشمن ہمارے قریب ہوا تو ہم نے اتنی کثیر تعداد، اتنی عمدہ تیاری پہلے نہ دیکھی تھی۔ اس پر مجھے حضرت ثابتؓ نے کہا کہ تم کثیر لشکر دیکھ رہے ہو، تم نے ہمارے ساتھ غزوۂ بدر میں شرکت نہیں کی تھی، ہم وہاں بھی کثرت کی وجہ سے غالب نہیں آئے تھے۔

جب جنگ شروع ہوئی تو زبردست لڑائی ہوئی اور حضرت زیدؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عَلَم کے ساتھ جہاد کیا اور بہادری سے جامِ شہادت نوش کیا۔ اس کے بعد حضرت جعفرؓ نے عَلَمِ اسلام سنبھالا اور جہاد کیا۔ پھر لڑتے لڑتے جب آپؓ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو بائیں ہاتھ میں جھنڈا پکڑ لیا، جب وہ بھی کٹ گیا تو آپؓ نے پرچمِ اسلام کو اپنی کہنیوں کے ساتھ سینے سے لگا لیا، بوقتِ شہادت اُن کی عمر 33 رسال تھی۔ شہادت کے بعد آپؓ کے جسم پر ساٹھ کے قریب زخم دیکھے گئے، ان میں سے کوئی زخم بھی آپؓ کی پیٹھ پر نہ تھا۔

آپؓ کی شہادت کے بعد لشکرِ اسلام کا جھنڈا حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے تھام لیا۔ آپؓ کو گوشت کا ایک ٹکڑا پیش کیا گیا کہ لڑائی سے قبل اس سے کچھ طاقت حاصل کرلیں، ابھی آپؓ نے اس میں سے کچھ حصہ توڑا ہی تھا کہ ایک طرف سے تلواریں چلنے کی آواز آئی، آپؓ نے اپنے نفس سے کہا کہ تُو ابھی تک اس دنیا میں ہی ہے، یعنی جنگ شروع ہوگئی ہے اور تُو گوشت کھا رہا ہے۔ آپؓ نے وہ گوشت کا ٹکڑا چھوڑا اور فوراً جنگ میں کود پڑے اور نہایت بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے اور اُن کے ہاتھ سے جھنڈا گر گیا۔

جب عبداللہ بن رواحہؓ شہید ہوگئے تو مسلمانوں کو بری طرح ہزیمت اٹھانا پڑی، کوئی دو مسلمان بھی اکٹھے لڑائی کرتے نظر نہ آتے۔ ایسے میں لوگوں نے اصرار کے ساتھ جھنڈا حضرت خالدؓ کو دیا جبکہ آپؓ راضی نہ تھے۔

جب حضرت خالدؓ نے جھنڈا اتھاما تو انہوں نے لوگوں کا دفاع کیا، انہیں سمیٹ کر اکٹھا کیا اور اسلامی لشکر کو ایک طرف ہٹا لیا۔ دشمن بھی ان سے پیچھے ہٹ گیا اور وہ لوگوں کو بچا کر واپس لے آئے۔ ابنِ اسحٰق کے مطابق رومیوں سے یہ دُور ہٹنا ہی دراصل ان سے بچنا تھا، کیونکہ اس وقت تین ہزار میں سے دو ہزار مسلمان سپاہی دشمن کے لشکر سے مل گئے تھے، یعنی دونوں لشکر بالکل گتھم گتھا تھے۔ دشمن نے پوری طرح مسلمانوں کو گھیر لیا تھا اور وہ ان پر اچھی طرح جمع ہوچکے تھے، ایسے میں مسلمانوں کو بچا کر نکال لینا ہی فتح تھی۔

اللہ تعالیٰ نے جنگ کے حالات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت زیدؓ، جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کی شہادت کا لوگوں کو بتایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ زید نے جھنڈا لیا اور وہ شہید ہوگئے، پھر جعفر نے جھنڈا لیا اور وہ بھی شہید ہوگئے، پھر ابنِ رواحہ نے لیا اور وہ بھی شہید ہوگئے، آپؐ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اس کے بعد جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے لیا اور اللہ نے اُن کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح دے دی۔ اس روز سے حضرت خالد بن ولیدؓ کو سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار کہا جانے لگا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت خالدؓ نے اسلامی لشکر کی کمان سنبھالی تو آپؓ نے لشکر کے اگلے حصّے کو پیچھے اور پچھلے حصے کو آگے کر دیا، دائیں حصے کو بائیں طرف اور بائیں حصے کو دائیں طرف کر دیا، اور خوب زور سے نعرے لگائے جس سے دشمن نے یہ سمجھا کہ مسلمانوں کی مدد آگئی ہے اور وہ پیچھے ہٹ گیا اور خالدؓ مسلمانوں کو بچا کر واپس لے آئے۔

جھنڈے کے ادب و احترام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب کسی قوم کے افراد کے دلوں میں اُن کے جھنڈے کی عظمت قائم کر دی جاتی ہے تو وہ انہیں اس بات کے لیے تیار کر دیتی ہے کہ اگر اپنے جھنڈے کی حفاظت کے لیے انہیں اپنی جانیں بھی قربان کرنی پڑیں تو بلا دریغ جانیں قربان کر دیں کیونکہ اس وقت ذرا سی لکڑی اور کپڑے کا سوال نہیں ہوتا بلکہ قوم کی عزت کا سوال ہوتا ہے جو تمثیلی زبان میں جھنڈے کی صورت میں ان کے سامنے موجود ہوتا ہے۔

اس کے بعد دُعا کی تحریک کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا: آج کل پاکستان اور ہندوستان کے جو حالات ہیں ان کے لیے خاص طور پر دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ظلم کا خاتمہ کرے مظلوموں کی حفاظت فرمائے۔ حکومتوں کو عقل دے کہ جنگوں کی طرف بڑھنے کی بجائے صلح اور صفائی سے معاملات طے کریں، بین الاقوامی معاہدوں کی پابندی کرنے والے ہوں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ دنیا کے سب مظلوموں کے لیے دعا کریں۔ بظاہر تو دنیا تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے، اللہ تعالیٰ ہی اسے تباہی سے بچائے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب یہ خدا کی طرف توجہ کریں۔

خطبہ کے آخر میں حضورِ انور نے شہید مکرم محمد آصف صاحب ابن مکرم رفیق احمد صاحب آف بھلیر ضلع قصور کا ذکر خیر فرمایا۔

شہید مرحوم کو معاندینِ احمدیت نے 24 ر اپریل کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بوقتِ شہادت شہید مرحوم کی عمر انیس سال تھی۔ مرحوم نیک، اطاعت گزار، بہادر، ذیلی تنظیموں کے کاموں میں حصّہ لینے والے، خوش اخلاق، باکردار، خلافت سے محبت کرنے والے نوجوان تھے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ پاکستان میں دہشت گردی کرنے والوں اور جماعت کی مخالفت کرنے والوں کی جرأت بڑھتی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد ان کی پکڑ کے سامان پیدا فرمائے۔ نماز جمعہ کے بعد حضور انور نے شہید مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆......☆......☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad